قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت مینیجر کے پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سے (عہ/)

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے ہر ہفتہ شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ پیشگی

جلد ۱ — ۴ مارچ ۱۹۱۴ء مطابق یکم ربیع الثانی ۱۳۳۲ء بروز بدھ — نمبر ۳۸

مدینۃ المسیح

ایوان خلافت اس ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت بدستور علیل رہی۔ ضعف بھی بہت ہے حرارت بھی ہو جاتی ہے۔ کھانسی رات کے وقت زیادہ ہوتی ہے۔ حضور کو تین القاء ہوئے۔ (۱) ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد۔ (۲) المحی من نار جہنم فالحقوہا بالماء۔ (۳)۔ بتایا گیا کہ اکثر بیماریوں کا علاج ہوا۔ پانی۔ اور آگ سے اور درد دل کا آگ اور پانی سے۔ پھر فرمایا بہت حکمتیں کھلی ہیں۔ انشاء اللہ طبیعت اچھی ہو جائے گی۔ پس ہوا اور پانی سے علاج کرنے کے واسطے تبدیل آب و ہوا کی تجویز ہوئی۔ اور بعض دوستوں کی رائے کے مطابق دارالعلوم کے بورڈنگ ہوس کی بالائی منزل خالی کرائی گئی۔ اس کے درمیانی کمرہ میں ایک دیوار کھڑی کی گئی تھی اسے نکال دیا گیا۔ اوپر چڑھانے کے واسطے میزوں کی سیڑھی بنائی گئی۔ لیکن بعد از نماز جمعہ نواب محمد علی صاحب کی مکرر درخواست کی بنا پر حضور کو نواب صاحب کی کوٹھی (دارالسلام) پہنچایا گیا۔ راہ میں بورڈر صف بستہ کھڑے عرض کر رہے تھے السلام علیک یا امیر المومنین۔ حضور نے ڈولی ٹھہرانے کا حکم دیا۔ ان کے لئے باچشم پرآب ...... دعا کی۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا۔ انہیں نصیحت کر دینا۔ آپ کے اہل و عیال بھی آپ کے ساتھ ہیں وہاں کا منظر آپ کو پسند ہے۔ دو راتیں یعنی اتوار و سوموار کی رات کو بےچینی بہت رہی آج رات دو بجے تک بےآرامی تھی۔ میاں شریف احمد صاحب کو جو پسلی کے درد کے سبب آپکو فکور کر رہے تھے۔ فرمایا کہ آپکی مہربانی سے اب کچھ افاقہ ہے اور پانچ بجے کے قریب آرام فرمایا۔ ٹمپریچر سوموار کی صبح کو ایک سو درجہ تھا۔ اور منگل کی صبح ۹۷ تھا طبیعت بیں کمزوری بہت ہے۔

اہل بیت صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب جمعرات کو بمعیت حافظ روشن علی صاحب مولوی فاضل محمد اسمٰعیل صاحب نیر آباد ایک نئی مسجد کے افتتاح کیلئے تشریف لیگئے۔ وہاں شیخ نیاز احمد کے ہاں قیام فرمایا پہلے مسجد میں خطبہ پڑھا۔ پھر بعد از ادائے نماز جمعہ عصر تک حافظ روشن علی صاحب نے اور عصر سے مغرب تک صاحبزادہ صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے متعلق وعظ فرمایا۔ اور مغرب سے عشاء تک پھر حافظ صاحب نے خاص احمدیوں میں لیکچر دیا۔ واپس آکر کچھ مستورات کو بھی نصائح فرمائیں۔ ہفتہ کے روز آپ تشریف لے آئے لاہور کے سٹیشن پر چراغ فیملی اور بعض برادران انصار اللہ دو تو دفعہ موجود تھے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب لاہور گورنمنٹ کالج میں سٹوڈنٹ ہیں

مباحثہ مدرسہ چٹھہ جسکی خبر پہلے دیگئی ہے۔ اسمیں مولوی سرور شاہ صاحب کے مقابلہ میں سید احمد شاہ صاحب راولپنڈی والے تھے۔ ہماری طرف آیت استخلاف پڑھکر خلیفہ برحق کے نشان بتائے گئے۔ اور قرآن مجید سے بہت معیار صداقت پیش کرکے انکا حضرت مرزا صاحب میں صادق آنا بیان کیا گیا۔ اسپر شیعہ مولوی نے کچھ اعتراض کئے دو کے روز دو تقریریں ہماری طرف سے دو مخالفین کی طرف سے ہوئیں حاضرین پر سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا فی اثر ہوا۔ ابراہیم سیالکوٹی کی دریدہ دہنی سے جو اس وقت شیعوں میں ملگئے تھے۔ فساد ہو جانیوالا تھا۔ مگر احمدیوں نے نہایت تحمل و صبر سے کام لیا اور خیر گذری

صدر انجمن کا اجلاس اسی اتوار کو اجلاس ہوا۔ موجودہ اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب سکرٹری مقرر ہوئے۔ یہ مشکل پیش آئیگی چونکہ سیکرٹری ہیڈ ماسٹر بھی ہے۔ اور نصف سے زیادہ معاملات سکول کے متعلق پیش ہوتے ہیں اسلئے امید ہے۔ اس کے متعلق سوچ لیا گیا ہوگا۔

پریس ایسوسی ایشن ہمارے بہت سے اخبار ہیں مگر انکی آواز احمدیہ پبلک کی آواز نہیں سمجھی جاتی۔ اس نقص پر غور کرنیکے لئے ایک پریس ایسوسی ایشن قائم ہو۔

الحکم۔ بہت مدت کے بعد الحکم کا پرچہ نکلا جسمیں بہت سے ضروری معاملات پر کھلی کھلی اور فاش رائے دیگئی ہیں۔ **آمد مہماناں۔** گوجرانوالہ سے ملک مولا بخش صاحب شیخوپورہ سے میاں علم الدین صاحب وکیل رعیہ سے ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب سردار بیگم انگا احمدی حکیم محمد عبد الجلیل صاحب بھیرہ سے شیخ عبد الحق صاحب کا لجیٹ بھو خلیفہ نور الدین لاہور سے

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر ... کے لئے شائع ہوا

غیر ممالک کے تار

مسز پنکہرسٹ نے ملک معظم جارج پنجم کو درخواست بھیجی ہے۔ کہ سفریجٹیوں کے وفد کو شرف باریابی عطا فرمائیں۔

(لنڈن ۲۶ فروری) ہز ہائینس سر آغا خان آتھینیم کلب کے ممبر منتخب ہوئے۔

(ٹوکیو ۲ فروری) پارلیمنٹ نے آج وزیر داخلہ کے خلاف ووٹ ملامت ۲۰۴ رائوں سے بخلاف ۱۵۲ کے نامنظور کیا۔

(لنڈن ۲۴ فروری) برٹش المپک کونسل نے چالیس ہزار پونڈ سرمایہ کی غرض سے مزید اپیل کرنے کی تجویز کی ہے۔ تاکہ برلن کے المپک کھیلوں میں انگلستان بخوبی ریپریزنٹ کیا جاسکے۔

پی اینڈ کمپنی کا سٹیمر مقدونیہ ۴ لاکھ پونڈ کا سونا ہندوستان کے لئے لارہا ہے۔

کازرون کی نصری و فوجی پولیس کے مابین جنگ ہورہی ہے۔ فوجی پولیس جس کے سپاہیوں کی تعداد سرکاری طور پر ۳۰۴ بتائی جاتی ہے۔ بہادری سے ایک ایرانی افسر کے تحت میں بارکوں کی حفاظت کررہے ہیں۔ میجر الحسن کے سوا ایک ایرانی افسر اور تین سپاہی مارے گئے۔ بعض مجروح ہوئے۔ دشمن کے نقصان کا علم نہیں۔ شیراز سے یکشنبہ کی صبح کو کمک پہنچنے کی توقع کی جاتی ہے۔ بوشہر سے بھی مزید کمک آرہی ہے۔ فوجی پولیس کے مورچے کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔

سٹیمر وائلڈن فلز نے جہاز کلیٹیکا کو ضرر رسیدہ اور غرق ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور تیرہ آدمی مع کپتان کے بچالئے۔ موخر الذکر بعد میں مرگیا۔ ۲۱ آدمی غرق ہو گئے۔

غیر جنگجو حقوق طلب عورتیں زبردستی کھانا کھلائے جانے کے مسئلہ پر مسٹر اسکوئیتھ سے ملاقات کرنا چاہتی تھیں۔ جب انھوں نے ملاقات کرنے سے انکار کردیا۔ تو وہ کل شام کو ڈوننگ سٹریٹ میں گھس گئیں۔ اور پارلیمنٹ کے سامنے ایک زبردست مظاہرہ کیا۔

ہندوستان کی خبریں

۲۵ فروری کو حضور وائسرائے کی قانونی کونسل کے جلسہ میں عدالت ہائے مطالبات خفیفہ کا مسودہ پاس ہوا۔ اور مسودہ تار پر سیلکٹ کمیٹی کی رپورٹ پر غور و خوض کیا گیا۔ صوبجات کی مالیت کی نسبت کر بحث شروع ہوئی۔ اور آخرش یہ مسترد ہوا۔

دہلی میں انارکسٹانہ سازش کی نسبت اب تک نو آدمی۔ پانچ دہلی میں۔ اور چار دیگر مقامات میں گرفتار ہوچکے ہیں۔ مقدمہ ملتوی اور پولیس مصروف تفتیش ہے۔

داما سندر کے گودام میں سرشام آگ لگ گئی جو پولیس اور فائر بریگیڈ کی مستعدی سے بجھادی گئی۔

دفاتر ۲۸ مارچ کو دہلی میں بند ہو کر ۴ مارچ کو شملہ میں کھلینگے۔

ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے آج آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے مرکزی کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔ یہ عمارت سلطان جہان منزل کے نام سے موسوم کیجائیگی۔

علیگڈھ کالج کے بورڈنگ ہوس میں سے ایک میں بعض لڑکے آپس میں لڑپڑے۔ اور انہوں نے چاقو استعمال کئے۔ دو لڑکے مجروح ہوئے لڑائی کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ تحقیقات ہورہی ہے۔

سابق مہاراجہ سکم کے انتقال کے دوسرے روز پولیٹیکل ایجنٹ نے غیر رسمی طور پر مہاراج کمار کو مسند نشین کیا۔

ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنے دار الریاست کے تین گرلز سکولوں کی تقویت کے لئے چار لاکھ روپیہ زیر قانون اوقاف خیراتی مختص کیا ہے۔

آگرہ کے فساد محرم کے متعلق دو ہندو کو جن پر تعزیہ چھین لے جانے کا الزام لگایا گیا تھا۔ تین تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔

وائسریگل کونسل کے تازہ اجلاس دہلی میں آنریبل مسٹر اچاریہ نے تحریک کی۔ کہ ہنوٹو (دیسی) ہندوستانی رعایا۔ کے فقرے میں سے لفظ ہنوٹو نکال دیا جائے۔ مسٹر علی امام نے کہا۔ اس کے شامل کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ قانونی نقطہ خیال سے وہ بہت ضروری ہے۔ چنانچہ ترمیم گر گئی۔ اور لفظ ہنوٹو مسودہ قانون میں قائم رہا۔

اسلامیہ ہائی سکول لاہور کی شاخ نمبر ۲ کا سنگ بنیاد لاٹ صاحب پنجاب ۱۴ مارچ کو رکھیں گے۔

گونڈل پور بندر ریلوے جتلسر جنکشن پر بارود سے بھرے ہوئے چند پیپے ایک کھلی ہوئی گاڑی میں جوناگڈھ جانے کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ یہ پیپے یکایک بھڑک اٹھے اور پھٹ گئے۔ ان کے پھٹنے سے ہولناک شور ہوا۔ تین آدمیوں کے توپرخچے اڑ گئے۔ جس گاڑی میں وہ رکھے ہوئے تھے۔ اس کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ اور یہ ٹکڑے اڑکر دور دور تک گئے۔ اس کے علاوہ کئی کھلی ہوئی گاڑیاں کئی بند گاڑیاں اور کئی مسافر گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں۔ سٹیشن کی عمارت میں کھڑکیوں کے جو شیشے تھے۔ وہ چور چور ہوگئے۔

گرنتھ صاحب کے مترجم مسٹر میکالف کی یادگار قائم کرنے والی سکھ کمیٹی نے راولپنڈی میں ایک مرکزی خالصہ کتب خانہ قائم کرنے کی تجویز کی جس میں مذہبی الٰہیات اور عام لٹریچر کی کتابیں رکھی جائینگی۔

مسٹر آر۔ ای۔ ہالینڈ نے ۲۱۔ فروری کو دہلی پہنچکر نائب سیکرٹری صیغہ خارجہ کا چارج لے لیا۔

آنریبل مسٹر ای۔ اے گیٹ سی۔ آئی۔ ای کمشنر مردم شماری نے مارچ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری ہند کا کام ختم کر کے صوبہ بہار واڑیسہ کو عود کیا۔

ہمبرگ امریکن کمپنی کا جہاز کلیولینڈ ۲۲ فروری کو ساڑھے تین سو امریکن و جرمن سیاحوں کو لے کر بمبئی پہنچا۔ جن میں سے اکثر اسی شام کو بذریعہ ٹرین شمالی ہند کو روانہ ہوگئے۔

آنریبل مسٹر اے۔ کے غزنوی ممبر امپیریل قانونی کونسل ۲۲ فروری کو بمبئی واپس آئے۔

مسٹر جے۔ ڈبلیو۔ بھور انڈین سول سروس سب کلکٹر ماگنجام ریاست کوچین کے دیوان مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ پہلے ہندوستانی عیسائی ہیں۔ جو کسی ریاست کی دیوانی پر مامور ہوئے۔

رفاہ عام پریس کی طرف سے پانچسو روپیہ کی ضمانت پیغام صلح کا ایک پرچہ چھاپنے کی وجہ سے ضبط ہونیپر جو اپیل چیفکورٹ میں دائر کی گئی تھی۔ وہ زائد المیعاد ہونیکی وجہ سے خارج کردی گئی۔

چونکہ مکھن حجام اور سیتارام حجام جنکو سزائے قید بعبور دریائے شور دیگئی تھی پورٹ بلیئر (کالے پانی) سے بھاگ گئے ہیں لہذا انکی گرفتاری پر سو سو روپیہ انعام دیا جائیگا۔

الفضل

قادیان دارالامان - بروز بدھ - ۴ مارچ ۱۹۱۴ء

چھ مارچ

الفضل پر یہ پہلا مارچ آیا ہے۔ اور مارچ کے پہلے ہفتہ میں ایک ایسا عظیم الشان واقعہ ہو چکا ہے جو اسلام اور احمدیت کی صداقت پر مُہر لگا چکا ہے اسلئے ہم اسموقعہ پر اس واقعہ کو جو آج سے ۱۷ سترہ سال پیشتر ہو چکا ہے یاد دلائے بغیر نہیں رہ سکتے چھ مارچ وہ تاریخ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے مامور و مُرسل کی ایک عظیم الشان پیشگوئی نے پوری ہو کر دنیا کو محوِ حیرت کر دیا تھا ہم اس پیشگوئی کے متعلق ذیل میں وہی بیان شایع کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا ہے۔ اُمید ہے کہ آریہ صاحبان اس واقعہ پر غور فرما کر ہدایت کا طریق اختیار کرینگے۔ ایڈیٹر

واضح ہو کہ منجملہ ہیبت ناک اور عظیم الشان نشانوں کے پنڈت لیکھرام کی موت کا نشان ہے۔ اور یہ امر کہ کن پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل کیا جائیگا۔ پس واضح ہو کہ وہ تین ہیں۔ اوّل ایک پیشگوئی کہ جو رسالہ برکات الدعا میں لیکھرام کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی وہ اس کے قتل کی صاف طور پر خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے۔ عجل جسد له خوار۔ له نصب و عذاب۔ یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے جو بیجان ہے۔ اور اسمیں محض ایک آواز ہے جسمیں روحانیت نہیں اسلئے اسکو وہ عذاب دیا جائیگا جو گوسالہ سامری کو دیا گیا تھا۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گوسالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا تھا اور پھر دریا میں ڈالا گیا تھا۔ پس اس پیشگوئی میں صریح اور صاف طور پر لیکھرام کے قتل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اسکے لئے وہ عذاب مقرر کیا گیا ہے جو گوسالہ سامری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

دوسری پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کی خبر دیتی ہے ایک کشف ہے جو رسالہ برکات الدعا کے حاشیہ پر ہے، اور اسکی عبارت یہ ہے، کہ ۲۔ اپریل ۱۸۹۳ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اُس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے۔ گویا وہ انسان نہیں ملایک شداد و غلاظ میں سے ہے وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اسکو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے اُس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک شخص کا نام لیا اور کہا وہ کہاں ہے، ۔ تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے کی سزا کے لئے مقرر کیا گیا ہو دیکھو ٹائٹل پیج برکات الدعا۔ مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء۔ اسکے بعد ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء میں لیکھرام بذریعہ قتل ہلاک ہو گیا اور اُس کی موت سے تخمیناً پانچ برس پہلے یہ کشف رسالہ برکات الدعا میں چھاپ کے شائع کیا گیا تھا۔ اور یاد رہے کہ لیکھرام کے مارے جانے کی پیشگوئی صرف پیشگوئی نہیں تھی بلکہ میں نے اسکے ہلاک ہونیکے لئے دُعا کی تھی۔ اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا تھا کہ وہ چھ برس کے اندر ہلاک کیا جائیگا اگر وہ حد سے زیادہ زبان درازی نہ کرتا اور علانیہ طور پر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیتا تو چھ برس پُورے کر کے مرتا مگر اس کی زبان درازیوں نے وہ مدت پوری ہونے نہ دی اور ایک برس ابھی باقی تھا کہ وہ پنجۂ اجل میں گرفتار ہو گیا۔

ہمیں اس بدقسمت لیکھرام کی حالت پر نہایت افسوس آتا ہے کہ چند دن اسلام پر زبان درازی کر کے آخر اُسنے جوانان مرگ جان دی۔ اور قریباً دو ماہ تک قادیان میں بھی میرے پاس رہا تھا اور پہلے اسکی ایسی طبیعت نہیں تھی مگر شریر لوگوں نے اُس کی طبیعت کو خراب کر دیا۔ اُس نے بڑی خواہش کے ساتھ یہ قبول کیا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اُمور غیبیہ کھلتے ہیں۔ تو میں اسلام قبول کر لونگا مگر قادیان کے بعض شریر الطبع لوگوں نے اُس کے دل کو خراب کر دیا۔ اور میری نسبت بھی اُن نالایق ہندوؤں نے بہت کچھ جھوٹی باتیں اس کو سنائیں تا وہ میری صحبت سے متنفر ہو جائے۔ پس ان بدصحبتوں کی وجہ سے روز بروز وہ ردّی حالت کی طرف گرتا گیا مگر جہانتک میرا خیال ہے ابتدا میں اسکی ایسی ردّی حالت نہ تھی صرف مذہبی جوش تھا۔ جو ہر ایک اہل مذہب حق رکھتا ہے کہ اپنے مذہب کی پابندی میں بپابندی حق پرستی و انصاف بحث کرے وہ ایک مرتبہ اپنے قتل کئے جانے سے ایک برس پہلے لاہور کے اسٹیشن پر ایک چھوٹی سی مسجد میں مجھ ملا۔ اور میں وضو کر رہا تھا اور وہ جیسے کہ کے چند منٹ کھڑا رہا اور پھر چلا گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ اُسوقت نماز کی وجہ سے مَیں اس سے بات نہ کر سکا۔ اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ قادیان کے ہندوؤں نے اس کو میری باتیں سُننے کا موقع نہ دیا۔ اور محض افترا سے اُسے جوش دلایا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ خون انکی گردن پر ہے وہ باوجود اس قدر جوش کے اپنی طبیعت میں ایک سادگی بھی رکھتا تھا کیونکہ شریر لوگوں کی باتوں سے بغیر تفتیش اور تفحص کے متاثر ہو جاتا تھا۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُسکو ایک گوسالہ سے مشابہت دی۔ بہر حال ہم اس کی ناگہانی موت سے بغیر افسوس کے نہیں رہ سکتے مگر کیا کیا جائے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا وُہ پورا ہونا ضروری تھا۔

اس امر کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کسی سے بُغض نہیں، اگرچہ میں لیکھرام کے معاملہ میں اسبات سے تو خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ مگر دوسرے پہلو سے میں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت میں مرا۔ اگر وہ میری طرف رجوع کرتا تو میں اس کے لئے دُعا کرتا تا یہ بلا ٹل جاتی اُس کے لئے ضروری تھا کہ اس بلا کے رَدّ کرانیکے لئے مسلمان ہو جاتا بلکہ صرف اس قدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ زبانی سے اپنے مُنہ کو روک لیتا اور اس کی طرف سے یہ صریح ظلم تھا کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کامل علم اور وسیع واقفیت کے کاذب اور مفتری کہتا تھا۔ اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی گالیاں دیتا تھا۔ اور جو خدا کا برگزیدہ نبی ایسے وقت میں آیا کہ جب تمام عرب اور فارس اور شام اور روم اور تمام بلاد یورپ مخلوق پرستی میں گرفتار تھے اور باقرار پنڈت دیانند اس زمانہ میں تمام آریہ ورت بھی بُت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا اور کسی حصہ زمین میں خدا کی توحید قایم نہیں رہی تھی۔ اور اس نبی نے ظاہر ہو کر توحید کو نئے سرے سے قایم کیا۔ اور زمین پر خدا کے جلال اور عظمت کا سکہ بٹھایا۔ اور ہزارہا نشانوں اور معجزات سے اپنی سچائی ظاہر کی۔ اور ابتک اس کے معجزات ظہور میں آ رہے ہیں پس کیا یہ شرافت اور تہذیب کا طریق تھا کہ ایسے عظیم الشان نبی کو جو خدا کے جلال کو زمین پر ظاہر کرنے والا اور بُت پرستی کو نابود کرنے والا اور نئے سرے سے توحید کو قایم کرنے والا تھا۔ گندی گالیوں سے یاد کیا جاوے؟ اور کبھی بھی بس نہ کیا جاوے؟ بازاروں میں گالیاں دیں؟ عام مجمعوں میں گالیاں دیں ہر ایک کوچہ و گلی میں گالیاں دیں خدا غضب میں دھیما ہے اور نہایت رحیم و کریم ہے۔ مگر آخر ہر سرکش اور بے حیا کو پکڑتا ہے۔ معاملہ آخرت کا ابھی مخفی ہے مگر ایسے مذہب کو ضرور خدا کی طرف سے کہنا پڑتا ہے جو زندہ خدا کے زندہ نشان دکھاتا ہو۔ انسان ہر ایک عمدہ تعلیم کی نقل اتار سکتا ہے مگر خدا کے نشانوں کی نقل نہیں اُتار سکتا۔ پس اس معیار کی رُو سے آج رُوئے زمین پر زندہ

مذہب صرف

اسلام

ہے۔

الاخبار و الآراء

پچاس ہزار سامعین

ہندوستان کا تو یہ حال ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ لیکچرار بھی جب کسی بڑے شہر میں لیکچر دیتے ہیں۔ تو دو تین ہزار آدمیوں سے زیادہ ان کے لیکچر سننے کے لئے نہیں آتے۔ مگر انگلستان کے لوگوں کا یہ حال ہے۔ کہ باوجود اپنے کثیر مشاغل کے علم کے ایسے قدردان ہیں۔ کہ ہر قسم کا حرج برداشت کر کے مفید لیکچروں کے سننے کے لئے پہنچتے ہیں۔ پچھلے دنوں لائڈ جارج وزیر خزانہ انگلستان نے اصلاح آراضی کے مسودہ پر گلاسکو میں ایک تقریر کی۔ جس کے سننے کے لئے قریباً ۵۰ ہزار آدمیوں نے ٹکٹ خریدنے کی درخواست کی جس میں ۶ ہزار آدمیوں کو ٹکٹ مل سکا۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ اہل انگلستان علم اور سیاست کے کیسے شائق ہیں۔

ٹرنسوال کی پارلیمنٹ میں تعصب کی لہر

جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں سے جو سلوک ہوا ہے اس سے تو ناظرین اخبار واقف ہی ہونگے۔ اب وہاں ایک نیا فساد برپا ہے یعنی خود گوری آبادی کے مزدور گورنمنٹ کے خلاف سخت جد وجہد کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان کے لیڈروں کو گورنمنٹ نے جلا وطن بھی کر دیا ہے۔ مگر نہایت افسوس ہے۔ کہ جنرل سمٹس نے جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ میں جوہانسبرگ کا ذکر کرتے ہوئے جہاں مزدوروں نے سٹرائک کی ہے۔ اس کا نام مکہ آف ہولیگینز رکھا۔ یعنی لغویات کا مکہ۔ جو ایک نہایت قابل افسوس امر ہے۔ ہندوستان کے راجاؤں اور نوابوں تک میں ابھی یہ خیال ہے۔ کہ "راجا کوئی مذہب نہیں"۔

مگر جنوبی افریقہ کے وزراء ابھی اس نکتہ کو نہیں سمجھے۔ مکہ مسلمانوں کا مقدس مقام ہے اور اس کو ایسے برے معنوں میں استعمال کرنا مسلمانوں کا دل دکھانا ہے۔ کسی مذہب کے پیرو ہونے کے یہ معنی نہیں۔ کہ دوسرے مذاہب کی ہتک کیجائے۔

دین سے ناواقفیت

روزانہ ہمدرد ایک ایسے ایڈیٹر کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ جس کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ دین سے مذاق رکھتا ہے۔ اور اپنی قوم میں ممتاز ہے۔ پھر ایسے اخبار میں ایسی غلطیاں جو دین کی ناواقفیت کا نتیجہ ہوں قابل افسوس امر ہے۔ اس ہفتہ کے ہمدرد میں ایک نامہ نگار کا مضمون شائع ہوا ہے۔ جو لکھتے ہیں۔ کہ میں فلاں شہر نہ جا سکا کیونکہ وہاں "طاعون علیہ ماعلیہ" کا دور دورہ ہے عربی کے واقف جانتے ہیں۔ کہ علیہ ماعلیہ۔ ہمیشہ لعنت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پھر تعجب ہے۔ کہ طاعون پر لعنت کرنے کے کیا معنے ہیں۔ کیا طاعون کوئی آدمی ہے جو لوگوں کو دکھ دے رہا ہے۔ وہ ایک بیماری ہے۔ جو خدا کی بھیجی ہوئی آئی ہے۔ پس اسے گالی دینا اصل میں ذات باری کی ہتک کرنا ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ زمانہ کو گالی مت دو۔ زمانہ میں ہوں۔ اس حدیث کا یہی مطلب ہے کہ زمانہ کچھ نہیں کرتا۔ کرتا تو اللہ ہے۔ پس جو اسے گالی دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو گالی دیتا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کیا جائیگا۔

تلاشیوں کے متعلق مزید اطلاعیں

گورداسپور کے کلرک ہرچند داس کو گرفتار کیا گیا۔

دہلی میں سلطان سنگھ کے متعلق درخواست ضمانت پیش ہوئی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے فرمایا۔ درخواست ضمانت ہائی کورٹ کلکتہ میں پیش ہونی چاہئے۔

الہ آباد سے خبر آئی ہے۔ مسٹر جوگندرا ناتھ چودھری ایڈوکیٹ ہائی کورٹ الہ آباد کے مکان کی تلاشی لی گئی جس سے کوئی قابل اعتراض چیز برآمد نہ ہوئی۔

دہلی میں ابھی تک خانہ تلاشیوں اور گرفتاریوں کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ ۲۴ر فروری کو پولیس نے بازار سیتارام میں پنڈت لچھمی نارائن کے گھر کی دوبارہ تلاشی لی۔ اور تلاشی کے بعد لچھمی نارائن کو گرفتار کر لیا۔

۲۶ر اور ۲۷ر فروری کو پھر لاہور میں خانہ تلاشیاں ہوئیں۔ ۲۶ر کو پولیس نے پورن چند طالب علم بی۔ اے کلاس دیال سنگھ کالج کی تلاشی لی۔ وجہ یہ کہ وہ ملزم دینا ناتھ کا دوست ہے۔ اسی شام کو بسنت کمار کمپونڈر یا پولر ڈسپنسری سوتر منڈی کے اسباب کی تلاشی ہوئی۔ اور چونکہ وہ غیر حاضر تھا۔ پولیس اس کا بستر اور ٹرنک لے گئی۔

۲۷ر فروری کی صبح کو پولیس نے موری دروازہ کے اندر اولڈ ہندو آشرم کے ایک کمرہ کی تلاشی لی۔ جس میں لالہ گیا چند منیجر آشرم اور ایک بنگالی بابو جو محکمہ ریل میں ملازم ہے۔ رہتے ہیں۔ پولیس بنگالی کی بہت سی کتابیں وغیرہ لے گئی۔

دہلی میں گرفتاریاں

دیش کا نامہ نگار لکھتا ہے مندرجہ ذیل اشخاص کی خانہ تلاشیاں ہو چکی ہیں۔ (۱) لالہ شمبھو ناتھ۔ ۲۔ لالہ روپ نارائن جن کے ہاں سے پولیس تین کتابیں بندے ماترم شورش ہند۔ ہندوستان پر انگریزی حکومت لے گئی۔ ۳۔ لالہ نرائن سنگھ جن کے مکان سے پولیس سوامی دیانند کا جیون چرتر اٹھا کر لے گئی۔ لیکن جلد اس کتاب کو واپس کر دیا۔ ۴۔ پنڈت بالکرشن۔ ۵۔ پنڈت لچھمی نارائن۔ ۶۔ ماسٹر اودھ بہاری لال جن کے ہاں سے پولیس کتب اور کاغذات کی ایک کافی تعداد لے گئی۔ ۷۔ ماسٹر امیر چند جن کے ہاں سے پولیس بہت سی کتابیں۔ کاغذات۔ خطوط۔ اور ایک صندوقچی جس کو بہت خطرناک بتایا جاتا ہے۔ اور جس کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے اندر روئی اور مخمل کی گدیاں لگی ہوئی تھیں۔ لے گئی۔ یہ صندوقچی آج کل کیمیکل اگزیمنر لاہور کے دفتر میں زیر تحقیقات ہے۔ ۸۔ لالہ بشن سروپ ایڈیٹر ہندو سماچار یک کا پریس اور ۹۔ انکی دکان جہاں سے پولیس "تقاریر بپن چندر پال" نامی کتاب لے گئی۔

(۱۰) ہندو لائبریری جہاں سے پولیس نے مسٹر تلک کی تصویر اٹھائی۔ ۱۱۔ ماسٹر رنجیت سنگھ۔ ۱۲۔ لالہ رادھے موہن۔ جن کے ہاں سے پولیس کئی کاغذات لے گئی۔ ۱۳۔ لالہ منولال جن کے ہاں سے پولیس بہت سے کاغذات اور کتب لے گئی۔ ۱۴۔ پنڈت ہریشچندر سے پنڈت ہریشچندر ایڈیٹر ست دھرم پرچارک سمجھ لینا چاہئے۔ اس وقت مندرجہ ذیل پانچ اشخاص زیر حراست ہیں (۱) ماسٹر امیر چند۔ ۲۔ ان کا متبنےٰ لڑکا اور بھتیجا سلطان سنگھ جس کی عمر ۱۴ سال ہے۔ ۳۔ ماسٹر اودھ بہاری لال بی۔ اے۔ ۴۔ لالہ رام لال اور لالہ منولال۔ یہ سب اشخاص عدالت میں پیش کئے گئے۔ اور پولیس نے ان کا مقدمہ مرتب کرنے کے لئے دو ہفتہ کی مہلت طلب کی جو دی گئی۔

دہلی کے معتبر حلقوں میں قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ یہ گرفتاریاں دہلی کے بم کیس کے متعلق عمل میں آئی ہیں۔

سرحدی علاقہ میں فوجی مہم

کچھ عرصہ ہوا۔ کہ بونیر کے سرحدیوں نے انگریزی علاقہ میں دو بار غارتگری دستبرد کی تھی۔ پہلی دستبرد ۶ر جنوری کو بال گرہی پر کی گئی۔ اور دوسری مقام رستم کے نزدیک چیناپر۔ دوسری دستبرد میں انگریزی رعایا کے ۸ آدمی مارے گئے۔ ان دونوں دستبردوں کی وجہ سے

فیصلہ کیا گیا۔ کہ بونیر میں مہم بھیجی جائے۔ اور جن گاؤں کا دستبرد دں سے زیادہ گہرا تعلق ہے۔ یعنی نواکیلی اور ننگی خان بندہ اور جو سرحد سے صرف چند میل کے فاصلہ پر ہیں ان کو محصور کر لیا جائے۔ ۲۳ر فروری کی صبح کو مہم کی رہبری کرنے والے حصہ نے خفیف مقابلہ کے بعد دو بلندری پر قبضہ کر لیا۔ رات بھر فوج کو سخت تکلیف کا سامنا رہا۔ کیونکہ اس رات تمام علاقہ میں چاروں طرف سخت کہر چھایا ہؤا تھا۔ جب فوج درہ کی چوٹی پر پہنچ گئی۔ تو اسے ان گاؤں کا محاصرہ کرنے میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ فوج نے کئی سرحدیوں کو گرفتار کر لیا۔ برٹش فوج میں کسی کے ہلاک یا زخمی ہونے کی بابت خبر نہیں آئی۔ اب یہ فوج مالاکنڈ واپس آ رہی ہے۔

تبت کی درگت

آجکل چینیوں نے کھام کی سرحد پر جھگڑا چھیڑ رکھا ہے۔ اور افواہ اڑ رہی ہے۔ کہ تبتیوں اور چینیوں میں سخت لڑائی ہوئی ہے۔ خبر یہ ہے کہ چینی فوجیں تبت کے دارالسلطنت لاسہ سے بھی تھوڑے ہی فاصلہ پر رہ گئی ہیں۔ وہ زینتگ گومیاس پہنچ گئی ہیں۔ جو اس سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور دلائی لامہ جو تو ننگ کی خانقاہ میں تھا۔ وہاں سے ہٹ کر پوٹالا چلا گیا ہے لیکن اس سے اس کی تکلیفوں کا خاتمہ ہوتا نظر نہیں آتا۔

ڈاکخانہ اور تار گھر کی شرکت

ڈاک تار انجینیری ٹریفک کے محکموں کی شرکت کو تمام ملک کے لئے منظور کر لیا ہے۔ ڈاکخانہ اور تار گھر کے ڈائرکٹر جنرل کی امداد کے لئے صدر دفتر میں ایک انجینیر اور ایک ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل رہیگا۔ جو تاروں کی آمدورفت کے صیغہ کا نگران ہو گا۔ اور اسطرح یہ تاروں کی آمدورفت کا یہ سب کام پوسٹماسٹر جنرل کی ماتحتی میں چلا جائیگا۔ انجینیری کے کام کے متعلق تمام ہندوستان (برہما کے سوا۔) تین حصوں میں منقسم ہوگا۔ جو ڈائرکٹران ٹیلیگراف انجینرنگ کے ماتحت ہونگے اور یہ ڈائرکٹران تمام اصطلاحی (ٹیکنیکل) اور انجینیری کام کے چارج میں رہیں گے۔ برہما میں ڈاکخانہ اور تار گھر کا سب کام ایک پوسٹماسٹر جنرل کی ماتحتی میں ہوگا۔ جو محکمہ تار کا اعلےٰ افسر ہؤا کریگا۔ اس سکیم سے محکمہ تار گھر اور اعلےٰ انجینیری افسروں کی تعداد میں بہت کچھ تخفیف ہونے کی امید ہے۔ جو افسر چاہیں گے۔ انہیں خاص پنشن دیکر سبکدوش کیا جائیگا۔ لیکن کسی کو ملازمت سے علیحدہ ہونے کے لئے مجبور نہ کیا جائیگا۔

سپرٹریفک برانچ کا افتتاح

یہ ایک نیا محکمہ ہے۔ جس میں چالیس ملازم ہونگے۔ جنہیں اعلےٰ تنخواہیں دی جائیں گی۔ اور اس میں سے چوتھائی آسامیاں آئندہ ماتحت عملہ میں سے پُر کی جائیں گی اس سکیم پر آئندہ ماہ اپریل سے عمل شروع ہوگا۔ اگر ہندوستان کو بھی اس میں حصہ ملا۔ تو بڑی اچھی بات ہوگی۔

لڑکیوں کی ہڑتال کا خاتمہ

آگرہ میڈیکل سکول کی لڑکیوں نے معافی کی درخواست پیش کی ہے اور اس پر راضی ہو گئیں۔ کہ جو سزا ان کے لئے احکام تجویز کریں گے۔ وہ ان کو منظور ہوگی معلوم ہوتا ہے۔ ان کو بہکایا گیا تھا۔ لڑکوں کی ہڑتال اب تک جاری ہے۔

جمہوری سلطنت کے پریزیڈنٹ کی جلاوطنی

پیرو جو جنوبی امریکہ میں ایک ملک ہے۔ اس کی جمہوری سلطنت میں آجکل انقلاب برپا ہے۔ سلطنت کے سابق پریزیڈنٹ بلنگھرسٹ اس کے بیٹے اور وزیر داخلہ کو ایک جہاز میں سوار کر دیا گیا۔ جو پنامہ جائیگا۔ یہ کارروائی ان کو پیرو سے جلاوطن کرنے کے لئے کی گئی ہے۔

شمالی ایران میں روسی سپاہ

مسٹر مارل کے سوال کے جواب میں سر ایڈورڈ گرے نے کہا۔ کہ تازہ خبروں کے مطابق شمالی ایران میں روسی سپاہ کی تعداد چودہ ہزار دو سو ہے۔ جس میں ۸ر جولائی گذشتہ سے تین ہزار تین سو سپاہیوں کی کمی ہوئی ہے۔ قزوین سے بھی زیادہ تر روسی سپاہ کی واپسی کا حکم بھیجا گیا ہے۔ تاہم اس میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ کہ شمالی ایران پر روس قابض ہے +

ضلع راولپنڈی میں بم کی خبر غلط

پولیس نے سنگ جانی میں ایک مخبر محمد شاہ کے کہنے پر چند شریف مسلمانوں کے مکان کی تلاشی لی گئی جہاں سے کوئی قابل اعتراض چیز برآمد نہ ہوئی۔ مشہور یہ کیا گیا۔ کہ ایک آنریری مجسٹریٹ کے مکان سے کچھ فاصلہ پر تین بم دریافت ہوئے ہیں۔ جن کی حقیقت اب یہ معلوم ہوئی ہے۔ کہ وہ بم نہ تھے۔ بلکہ کسی چیز میں بے قاعدہ طور پر بارود بھر کر انہیں بم بتایا گیا۔ آنریری مجسٹریٹ کی شہادت سے معلوم ہؤا ہے۔ کہ مخبر مذکور کو کسی جرم میں بھاری سزا مل چکی ہے۔ پولیس نے مخبر کو گرفتار کر لیا ہے +

زمیندار کا سوال پارلیمنٹ میں

لنڈن ۲۴ر فروری۔ مسٹر مارل نے دریافت کیا۔ کہ آیا لارڈ کریو (وزیر ہند) لاہور کے ایک روزانہ پرچہ "زمیندار" کی ضبطی کے متعلق مزید تحقیقات فرمانے کا حکم صادر فرمائیں گے۔

مسٹر رابرٹس (نائب وزیر ہند) نے جواب دیا۔ کہ صاحب وزیر ہند کی نظر سے وہ مضمون گذر چکے جن کی وجہ سے ضبطی عمل میں آئی ہے۔ ایڈیٹر زمیندار کو اس بات کا حق حاصل ہے۔ کہ عدالت العالیہ میں حکم ضبطی کے خلاف اپیل دائر کرے لارڈ کریو مزید غور سے قبل اس کارروائی کے نتیجہ کے منتظر رہیں گے۔ اس جواب میں امید کا پہلو نمایاں ہے۔

پریس ایکٹ پارلیمنٹ میں

لنڈن ۲۴ر فروری تار ہے کہ مسٹر مارل نے قانون مطابع کے بارے میں عدالتہائے دیوانی میں حق اپیل کے متعلق کئی ایک سوالات دریافت کئے۔ اور چیف جسٹس بنگال کے اس قول کا حوالہ دیا۔ کہ قانون مطابع کی رو سے سائل پر جو یہ بار ڈالا گیا ہے۔ کہ وہ عدالت میں اس امر کا ثبوت پیش کرے۔ کہ اس کی تحریر میں ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ جو قانون مطابع کی زد میں آ سکتے ہیں۔ اس کے لئے ایسے ثبوت کا بہم پہنچانا نہائت دشوار ہے۔

مسٹر رابرٹس نے جواب دیا۔ کہ مسٹر مارل عدالت العالیہ کلکتہ کی تمام کارروائی کو دفعہ ۱۲ پر منطبق کرنا چاہتے ہیں حالانکہ معاملہ یہ ہے۔ کہ اس کا صرف ایک حصہ اس دفعہ کی تحت میں آ سکتا ہے۔

لارڈ کریو نے وائسرائے کی کونسل کے مباحثہ کو نہایت غور کے ساتھ مطالعہ کرنے کے بعد یہ رائے قائم کی ہے۔ کہ قانون مطابع کی رو سے اپیل کے متعلق کافی اختیارات حاصل ہیں۔ جو اس قانون کی کسی غیر منصفانہ کارروائی کے لئے مداوا ہو سکتے ہیں +

آئرلینڈ کے متعلق وزیر اعظم کا تازہ بیان

۲۴- فروری کو پارلیمنٹ میں مسٹر فالے نے یہ تحریک پیش کی کہ امن عامہ کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وزیر اعظم مسودہ قانون آئرلینڈ میں جو تبدیلیاں کرنا چاہتے ہیں - وہ بلا کسی مزید توقف کے پارلیمنٹ میں پیش کردی جاویں مسٹر اسکوتھ نے جواب دیا۔ کہ گورنمنٹ نے اپنی رائے بالکل تبدیل نہیں کی مسودہ نہایت معقول اور مدبرانہ ہے - اور قلیل التعداد جماعت کے لئے اس میں کافی حفاظت رکھی گئی ہے - یہ امر کسی بات سے ظاہر نہیں ہوتا کہ انتخاب کرنے والا حلقہ اس مسودہ کے خلاف ہے - گورنمنٹ اس مسودہ قانون کے متعلق اپنی تجاویز سے نہ ہی ہٹ رہی ہے اور نہ فتنہ و فساد کی دہمکیوں سے متاثر ہوتی ہے۔ ایسٹر سے پہلے پہلے یہ مسودہ دوبارہ پاس ہو جائے گا - اس وقت گورنمنٹ اپنی تجاویز کی تشریح کرے گی اپوزیشن پارٹی کے لیڈر مسٹر بونلا نے کہا کہ یا تو گورنمنٹ کو مستعفی ہو کر اس بارے میں ملک کو اپنی رائے ظاہر کرنے کا موقعہ دینا چاہیئے اور یا السٹر کو ہوم رول سے خارج رکھنا چاہیئے السٹر کسی اور تجویز کو جنگ کا اعلان خیال کریگا ٭

اخراج طلباء آگرہ میڈیکل سکول

نہایت افسوس سے کہ آگرہ سکول کے ۶۹ طلباء جنہوں نے سخت شکایات کی بنا پر سٹرائک کی تھی ہر ایک ایک سال کے لئے اسکول سے خارج کر دیا گیا ہے - اور زنانہ طلباء ایک سال کے لئے اور ایک ہمیشہ کے لئے خارج کی گئی۔ اُمید ہے یہ دوسرے سٹرائک کرنے والوں کے لئے عبرت کا موجب ہوگا ٭

اپنی مرضی سے مینہہ برسانا

سائینسدانوں کے سرتاج سر آورج نے کہا اگر پانی برسانا منظور ہو تو اس کے لئے یہ ترکیب کرنی ہوگی کہ ایک پتنگ تیار کیجائے - جو بادلوں تک پہونچے - اور وہاں پہنچکر بادلوں میں کافی مقدار برقی قوت کی پھیلادے - بعد ازاں پانی کے قطرے تیار ہو جائینگے - اور جہاں یہ سامان تیار ہو گیا - چاروں طرف پھیل کر مینہہ برسنا شروع ہو جائیگا - اگر فی الواقعہ ایسا ہو جائے تو تعجب کی بات نہیں - کیونکہ حدیث میں خیامر السماء فتمطر آچکا ہے ٭

میڈیکل کالج لاہور کے طلباء

۲۴ر فروری کو سٹرائک کرنے والے طلباء اپنے پرنسپل صاحب کی کوٹھی پر حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ اگر آپ ہم میں سے کسی کو سزا نہ دینے کا اقرار کریں تو ہم کالج میں حاضر ہونے اور آپ کے ارشاد کے مطابق دوبارہ داخلہ کی عرضی پیش کرنے کو تیار ہیں صاحب پرنسپل نے بہت دیر تک تقریر کی لیکن جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا لب لباب یہ ہے کہ تم لوگ کالج میں بے شک آؤ۔ لیکن یہ اقرار تم سے نہیں کیا جا سکتا کہ تم میں سے کسی کو سزا نہ دی جائیگی طلباء بیچارے مایوس ہو کر چلے آئے -

غرض آخری تاریخ طلباء کی درخواست کی ۲۶- فروری تھی جس پر تمام طلباء کالج میں حاضر ہو گئے - غالباً کوئی سمجھوتہ ہو گیا ہوگا یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ راجہ سر ہرنام سنگھ اور نواب ذوالفقار علیخان نے طلباء میڈیکل کالج لاہور کی طرف سے جمعہ کو دہلی حضور لاٹ صاحب سے ملاقات کی - اور اس کے بعد حضور ویسرائے کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے - ممکن ہے کہ یہ انہی ملاقاتوں کا نتیجہ ہو ٭

چین میں قزاقی

پیکن - ۲۱ فروری کا تار ہے - سفید بھیڑئے کے قزاقوں کی ایک جماعت نے ۱۳ سو آدمیوں کو ہلاک کر ڈالا - اور صوبہ انہوئی کے لیوانچو شہر کو لوٹ لیا سفید بھیڑئے کے مامن و جائے پناہ پر جہاں دو ہزار قزاق ایک ہزار جدید رائفلوں سے مسلح موجود ہیں - ۲۵ ہزار سپاہ بھیجی گئی ہے - مگر سپاہ مذکور قزاقوں کے مسکن کے قریب جانا نہیں چاہتی - ملک چین کی بدامنی - امن پسند اشخاص کے لئے افسوس کا موجب بن رہی ہے - وہ ملک کیا ترقی کرے گا - جہاں آئے دن شورشیں برپا رہیں ٭

ایک اسلامی حکم کی قدر

بابو رومیش چندر نبرجی نامی بنگالی کا انتقال ہو گیا جس نے اپنی حین حیات میں یہ وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد اس کی جائداد کی مالک اس کی بیوہ ہوگی - اور اس کی موت کے بعد یہ تمام جائداد تعلیمی کام میں صرف کرنے کے لئے کلکتہ یونیورسٹی کے سپرد کی جائے - چونکہ اس وصیت سے رشتہ داروں کے حقوق زایل ہو گئے ہیں اس لئے انہوں نے اس کا مُردہ جلانے سے انکار کر دیا جس پر سکول کے طلباء نے تزک و احتشام سے اس کی ارتھی نکالی اور اس کا داہ سنسکار کیا ٭

جائداد کے متعلق اسلامی حکم قابل قدر ہے کہ ایسی وصیت کا اثر مال کے تہائی حصہ میں ہوتا ہے - اور اقرباء کو محروم الارث کرنا جایز نہیں ٭

سرویہ کا نقصان جنگ

وزیر جنگ نے پارلیمنٹ سرویہ میں ظاہر کیا - کہ ترکوں سے جنگ میں سرویہ کے پانچ ہزار آدمی مقتول اور اٹھارہ ہزار مجروح ہوئے - اور بلغاریہ سے جنگ میں ہمارے آٹھ ہزار آدمی کام آئے - اور تیس ہزار زخمی ہوئے - ۱۸ ہزار زخموں اور عوارض سے جانبر نہ ہو سکے ٭ لوگ تھوڑا سا نقصان قبول نہیں کرتے اور عظیم نقصان خوشی سے برداشت کرنے کو تیار ہوتے ہیں ٭

یوروپ میں طوفان باد

مغربی یوروپ میں باد تیز و تند بہت کچھ نقصان کا باعث ہوئی جنوب مشرقی فرانس کو نہایت نقصان اُٹھانا پڑا - لیا یز میں آلات پرواز کے شیڈ (سقف) اڑ گئے - کئی کلیں بھی ٹوٹ گئیں ہسپانیہ میں بھی بہت سا نقصان ہُوا - فرانس و پرتگال کے مابین سلسلہ آمد و رفت میں خلل واقع ہُوا - جنوب مغربی انگلستان کو بھی نقصان پہنچا - سٹیمر فلایہ جو پلا ئمو تہہ پہنچا ہے - سائر ایلین کی جانب سے تیز و تند ہواؤں کی رپورٹ کرتا ہے - سٹیمر وائلڈ فل جو ہمبرگ سے کلکتہ جا رہا تھا - خلیج بسکے سے امداد کے لئے بے تار کے پیغامات بھیجے پھر لکھا ہے کہ مدد کی ضرورت نہیں زندہ ملازمین جہاز بچا لئے گئے - لیکن یہ پیغام مبہم سا ہے ٭

ہندوستان میں مسیحی

مردم شماری کی تازہ ترین رپورٹ سے ہندوستان میں عیسائیوں کی کل تعداد ۳۹ لاکھ - یا اگر زیادہ تر صحت منظور ہے تو ۳۸ لاکھ ۷۶ ہزار دو سو تین پائی جاتی ہے - انیں سے دیسی عیسائی قریباً ۳۶ لاکھ یعنی ۳۵ لاکھ ۷۴ ہزار ۷۰ ہیں - انیں سے ½ حصہ رومن کیتھولک ہیں - اور باقی دیگر مذاہب عیسوی کے پیرو ہیں - ۳۹ لاکھ میں سے ۱۸ لاکھ دیسی عیسائی صرف احاطہ مدراس اور اس کی دو دیسی ریاستوں کوچین اور ٹراونکور میں آباد ہیں - ان دونوں ریاستوں میں دیسی عیسائیوں کی تعداد ۷ لاکھ ۲۸ ہزار ہے - اس طرح سے ۱۱ لاکھ دیسی عیسائی احاطہ مدراس میں بستے ہیں احاطہ مدراس کے بعد دوسرا نمبر صوبہ بہار اور اڑیسہ کا ہے جہاں ۲ لاکھ ۶۰ ہزار دیسی عیسائی آباد ہیں اس کے بعد بمبئی میں ۱ لاکھ ۶۴ ہزار - برما میں دو لاکھ دس ہزار - پنجاب میں ۲ لاکھ - ممالک متحدہ آگرہ میں ایک لاکھ اسی ہزار دیسی عیسائی موجود ہیں - مسٹر گیٹ کمشنر مردم شماری کی رائے ہے کہ پنجاب میں عیسائیوں کی آبادی کی زیادتی کا تناسب سب سے زیادہ ہے - اس ملک میں ۱۹۰۱ء سے پنجاب میں دیسی عیسائیوں کی تعداد دگنا زیادہ ہے پنجاب کے اضلاع سیالکوٹ اور گوجرانوالہ میں اور ملحقہ اضلاع میں دیسی عیسائیوں کی سب سے زیادہ آبادی بڑھ گئی ہے بلکہ ان دونوں اضلاع میں پنجاب کی کل عیسائی آبادی کے ½ حصہ سے بھی زیادہ دیسی عیسائی آباد ہیں - ۱۹۰۱ء میں ان دونوں اضلاع میں پرسبی ٹیرین عیسائیوں کی کل آبادی ۵۰۰۰ تھی جو ۱۹۱۱ء میں ۲۸ ہزار تک پہنچ گئی - اضلاع لاہور - گوجرانوالہ - ہوشیارپور

ان الدین عند اللہ

الاسلام

تعلیم

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ بالکل صحیح بات ہے۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد ٭ عیب و ہنرش نہفتہ باشد

دنیا میں بیسیوں مذاہب ہیں مگر کیا سبب اور باعث ہے کہ اسلام نے ایک اقل قلیل مدت میں حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ اور اس کا یہ عروج دنیا کی تاریخ مذاہب میں عدیم المثال اور لاثانی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس قوم میں وعظ کرتے رہے۔ اور انھوں نے قوم کے سمجھانے میں کوئی دقیقہ اور کسر باقی نہ رکھی۔ اور بہت جد و جہد اور سعی بلیغ کی۔ ما اٰمن معہ الا قلیل قرآن شریف فرماتا ہے۔ اصحاب موسےٰ نے منزل مقصود کے حاصل کرتے ہیں کہدیا اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون ۔ تو اور تیرا رب جا کر لڑ و ہم تو یہین بیٹھے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بڑی محنت اور جانفشانی سے بارہ حواری طیار کئے مگر مشکل پڑنے پر ان میں سے بھی کچھے ثابت ہوئے۔ لاریب دوست اور ساتھی مصیبت کے وقت پہچانا جاتا ہے۔ وللّٰہ در القائل ؎

جزی اللّٰہ الشدائد کل خیر ۔ عرفت بھا عدوی من صدیقی

اللہ تعالیٰ مصائب اور شدائد کا بہت بھلا کرے انکے ذریعہ سے میں نے اپنے دوست اور دشمن میں تمیز کی۔ کہتے ہیں وید کو اُترے ہوئے کروڑوں برس ہوچکے ہیں مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس نے ہندوستان سے باہر قدم بالکل نہیں رکھا حالانکہ اس وقت تک اسے عالمگیر مذہب ہونا چاہیئے تھا۔ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ ایک وقت یہ مذہب تمام دنیا میں اپنی روشنی کی کرنیں پھیلا چکا ہے۔ تو مدعی پر واجب ہے کہ اس کا کوئی بیّن اور واضح ثبوت دیوے۔ کوئی تاریخی آثار اور کھنڈرات کا ہی پتہ دیوے۔ زرتشتی مذہب کو اپنی خدمات پر بڑا فخر ہے مگر کیا وجہ ہے کہ اس نے ترقی نمایاں دنیا میں نہیں کی بلکہ روز بروز تنقص اور تنزل کیطرف راجع ہے یہی حال چینی مذہب کا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی حال جاپان کے مذہب کا ہے۔ بودھ مذہب بھی محدود ملکوں میں ایک عرصہ طویل کے بعد پھیلا ہے اور پھر جلدی زوال کے اسباب اور آثار اس میں پیدا ہو گئے۔ غرضیکہ مذہب اسلام کے سوا ہر مذہب اپنی طبعی عمر ختم کرکے اس دنیا کی سٹیج اور منبر سے اپنا پارٹ ایکٹ کرکے زاویہ خمول میں چلا گیا ہے۔ بُت پرستی تو محض اوہام پر مبنی ہے۔ اس کو کوئی مدلل انسان ایک منٹ کے لئے بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ اس وقت جب ہم مذاہب کو انکی اہمیت کے لحاظ سے جانچتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ صرف معدودے چند مذہب مرد میدان بنکر دنیا کے سامنے آتے ہیں۔ باقی مذاہب کالمعدوم ہیں۔ ہندوازم ۔ مسیحیت ۔ اسلام ۔ ہندو مذہب کی کوئی تعریف اور حد نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے کوئی معیار اور محک اور مابہ الامتیاز نہیں ہے۔ اسمیں ناستک مت بھی شامل سمجھا جاتا ہے۔ رشیوں اور پیغمبروں کے منکر بھی ہندوؤں میں شامل ہیں۔ بہت سے فرقے ہندو مذہب میں ایسے بھی ہیں۔ جو کہ وید سے بالکل منکر ہیں۔ غرضیکہ اس مذہب کیحالت اس قابل نہیں کہ یہ دنیا کے لئے رہبر بن سکے مسیحیت اس تگ و دو کے زمانہ میں تمام مذاہب میں ممتاز معلوم ہوتی ہے۔ کروڑوں جانیں اس فکر میں مصروف ہیں کہ مسیحیت دنیا کا مذہب ہو جائے۔ اور اس میں انہوں نے یہانتک ساعی جمیلہ کو صرف کیا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ تمام یورپ ۔ امریکہ ۔ آسٹریلیا ۔ جنوبی افریقہ ۔ نصف ایشیائی ۔ غرضیکہ دو تہائی دنیا اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ صلیبی مذہب دنیا میں مستحکم اور مضبوط اساس پر قائم ہو جائے۔ افریقہ کے وحشیوں میں انہوں نے اپنی نہایت درجہ کے وسایل اور ذرائع خرچ کر دیئے ہیں مگر یہ عجیب بات ہے کہ جتنے وسائل اور ذرائع صلیبی مذہب کی اشاعت میں لگائے جاتے ہیں اُس کا بیسواں حصہ بھی کامیابی کا مونھہ نہیں دکھاتا۔ حکومت کے رُعب کی انکو وہ بات حاصل ہے۔ جو دیگر مذاہب کو بالکل حاصل نہیں دولت جتنی انکے پاس ہے، اس کا ہزارم بھی اسلامیوں کے پاس نہیں ہے دنیاوی اختراعات اور ایجادات کے مالک اور موجد ہیں۔ دنیاوی علوم و فنون میں ان کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے۔ ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً۔ دنیاوی ترقی کے وسائل بہم پہنچانے میں انکی تمام ہمت صرف ہو چکی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سب سے بڑھ کر صانع اور کاریگر ہیں مگر باوجود ان باتوں اور امور کے انکے دین میں کوئی معتدبہ ترقی اور عروج نہیں ہوتا درخت اپنے ثمرات اور پھلوں سے پہچانا جاتا ہے کیا یہ نتائج تشفی بخش نہیں جب مسیحی کوششوں کا یہی ثمرہ ہے جو کہ وہ دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں تو مسیحی درخت کا پتہ بخوبی لگ سکتا ہے۔

اب اسلام کی ترقی پر غور و خوض کرو اس نے اپنے بانی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین حیات میں ملک عرب پر نمایان فتح حاصل کرلی تھی۔ یئس الشیطان ان یعبد فی العرب۔ عرب میں کوئی بُت پرست باقی نہیں رہا تھا۔ تمام عرب آپکے وقت میں مسلم ہو گیا تھا آپکی وفات سے قریباً تیس برس کے عرصہ میں اسلام نے دنیا کی متمدن اقوام کو فتح کر لیا تھا۔ اور متمدن اقوام کے مراکز کو اپنے ماتحت کر لیا تھا کیا ایک عقلمند کیلئے یہ ترقی حیرت بخش نہیں کیا کسی مذہب نے اس سرعت اور استحکام سے دنیا میں ترقی حاصل کی ہے یہانتک کہ اس قلیل عرصہ میں دنیا کے ارجاء اور انحاء میں یہ مذہب پہنچ گیا ہے۔ افلا یرون انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون ۔ کہ ہم زمین کفر کو کم کرتے جاتے ہیں اور اسلام کی زمین پھیلاتے جاتے ہیں کیا اس سے عقلمند یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ یہ کافر کبھی بھی غالب نہیں ہو سکتے بلکہ یہ مغلوب ہو جاوینگے۔

اصل میں بات یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم سب مذاہب کی تعلیم سے ممتاز اور اعلےٰ ہے۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ ۔ اسلام حق ہے اور حق میں قوت اور طاقت ہوتی ہے دیگر مذاہب میں حق باقی نہیں رہا وہ اب باطل اور شرک کا آشیانہ ہو چکے ہیں۔ اشیاء پرستی اور شرک کی وجہ سے ان میں ضعف اور اختلال آگیا ہے۔ مثل الذین اتخذوا من دون اللّٰہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ۔ جن لوگوں نے جناب الٰہی کے سوا اوروں کو ولی اللہ اور حاجت روا سمجھ رکھا ہے انکی یہ عمارت اور بنیان سخت کمزور اساس پر بنائی گئی ہے۔ اور ان کا گھر مکڑی کے گھر کی طرح ہے اور ظاہر ہے کہ مکڑی کا گھر سب گھروں میں کمزور ترین گھر ہوتا ہے کاش یہ سمجھتے تمام مذاہب سوائے اسلام کے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا بنا بیٹھے ہیں۔ مسیحیوں نے خدائی عرش حضرت مسیح علیہ السلام کو دیدیا ہے اور جناب احدیت کو خدائی کاموں سے جواب دے دیا ہے۔ اسلام کی تعلیم بالکل فطرت انسانی کے عین مطابق ہے اسلام نے خدا تعالیٰ کو تمام کمال اور صفات حسنہ سے موصوف مانا ہے اور تمام عیوب اور نقائص سے منزہ۔ سوشل تعلیم اسلام کی ایسی اعلیٰ ہے، کہ کسی فلاسفر اور سوشلسٹ اور ناولسٹ نے بھلا کیا وضع کرنی ہے انسان آخر انسان ہی ہوتے ہیں خالق اپنے مخلوق کی فطرت خوب سمجھتا ہے پس انسانی فطرت اور جبلت کو مدنظر رکھ کر شرع وضع کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہو سکتا ہے۔ انسانوں کے قوانین ہمیشہ ناقص اور ادھورے ہوتے ہیں اور اسلئے وہ ہمیشہ ترمیم ہوتے رہتے ہیں ہمارے مضمون کا خلاصہ اور سب لب لباب یہ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اس حریت اور آزادی کے زمانہ میں ہر ایک مذہب اپنی پوری کوشش خرچ کر رہا ہے اور اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق ذرہ بھی کمی نہیں کرتا اس کا نتیجہ بتا رہا ہے کہ اس میں کس قدر طاقت ہے، اور طاقت سے پتہ لگتا ہے کہ اسمیں کتنا حق ہے کیونکہ حق میں طاقت ہے، اور باطل کے پاؤں نہیں ہوتے بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون ۔ اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ باطل کا بھیجا اور دماغ نکال دیتا ہے پس وہ باطل بھاگ جاتا ہے اور تمہارے اس بیان کیلئے افسوس جو تم بیان کر رہے ہو اسلام کی تعلیم ایسی صحیح ہے اور لغویات اور توہمات سے پاک ہے کہ کسی مذہب کو یہ بات حاصل نہیں ہے اس سے ....

تصدیق المسیح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں۔ اور پھر مذہب اسلام میں بہت سے فرقے ہیں۔ ہر ایک فرقہ میں ایک ایک خصوصیت ہے۔ ہر ایک اپنے پیشوا کو مانتا ہے اور دوسرے فرقوں کے پیشواؤں کو قطعاً پیشوائی کے لائق نہیں سمجھتا۔ جیسا کہ مذاہب عالم میں ہر ایک مذہب اپنے بانی مذہب کی توقیر و تعظیم کرتا ہے۔ اور اس پر ایمان لانا واجب سمجھتا ہے۔ اور دیگر مذاہب کے مقتداؤں کو نہیں مانتا۔ حالانکہ وہ بھی ویسے ہی صادق اور راستباز تھے۔ اور ان کی سچائیوں کی وہ تصدیق کرتے تھے۔ واذا قیل لہم آمنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراءہ وھو الحق مصدقاً لما معہم اور جب کہا جاتا ہے اس کے ساتھ ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے کہتے ہیں۔ ہم تو وہ مانتے ہیں جو ہم پر اترا ہے۔ اور اس کے ماسوا سے وہ انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ حق ہے ان کی صداقتوں کی بھی وہ تصدیق کرتا ہے۔ اسی طرح اسلامیوں میں بہت سے فرقے ہیں۔ ہر ایک فرقے نے ایک مقتدا بنا رکھا ہے۔ اور دوسرے فرقوں کے مقتداؤں کو وہ اچھا نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ تمام مذاہب عالم میں اسلام اس امر میں ممتاز ہے کہ اس نے تمام انبیاء کرام صلے اللہ علیہم وسلم پر ایمان لانا واجب قرار دیا ہے۔ ایمان لانے میں کسی نبی سے تفرقہ نہیں رکھا ہے ہر ایک کو صدق دل سے مانا ہے۔ یہی حال اسلامی فرقوں کا ہے۔ کہ انہوں نے دیگر مذاہب عالم کی طرح اپنا اپنا ایک خاص امام بنا لیا ہے۔ اور اس کے نام پر اپنے فرقہ کی بنا رکھی ہے۔ مگر اسلامی فرقوں میں صرف ایک ہی جماعت ہے جو کہ اصلی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ باقی فرقوں میں مشترکہ صداقتیں ہیں مگر ان میں اسلام کی بعض باتیں نہیں پائی جاتیں۔ ایسے اور کامل اسلام کا قالب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری خلفاء محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے ان کی جماعت تمام خلفاء کو راستباز یقین کرتی ہے۔ اور اس سے پہلے کے فرقے اپنے سے پچھلے خلیفہ کو نہیں مانتے۔ سنی لوگ تمام صحابہ اور اہل بیت کو راستباز مانتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو راستباز نہیں جانتے۔ مگر احمدی واقعی مسلم ہیں جب کہ اسلام تمام انبیاء کرام کو ماننے کا حکم دیتا ہے۔ ایسا ہی اسلامی جماعتوں میں احمدی جماعت تمام خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راستباز مانتے ہیں۔ رسول کریم نے بھی صاف تشریح سے فرمایا ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعودؑ دنیا میں تشریف لا دیں۔ تو تمہاری امت میں سے ہر ایک مومن کو چاہیئے۔ کہ وہ اسے میرا سلام کہے۔ اب اس وقت ظاہر ہے۔ کہ جس نے رسول کریمؐ کا کہا نہیں مانا۔ وہ آپ کا امتی کیسے رہ سکتا ہے۔ اور جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان لیا ہے۔ پس وہی آپ کی امت میں سمجھنا چاہیئے۔ اور صحیح مسلم میں ہے۔ کہ عیسیٰ نبی اللہ اور اس کے اصحاب کی دعا سے دجال پگھلیگا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی جماعت صراط مستقیم ہونی چاہیئے۔ آخرین منہم لما یلحقوا بہم کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ اس سے مراد حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔ اور اس آیت کریمہ کے سیاق سباق سے ظاہر ہے۔ کہ رسول کریمؐ کی تربیت دو قوموں کیلئے تھی۔ ایک وہ جن میں آپ مبعوث ہوگئے تھے۔ اور ایک دوسرے جو آئندہ زمانہ میں آنیوالے تھے۔ اور ان دونوں قوموں کا زمانہ باہم پیوستہ نہیں ہوگا۔ پس جبکہ رسول کریمؐ کے وقت کوئی فرقہ نہ تھا۔ بلکہ خالص اسلام تھا۔ اور فرقے بعد میں پیدا ہوگئے۔ اسیطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام حکم عدل کی حیثیت سے اصلی اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے اور اسی لئے آپکو مجدد پکارا گیا ہے۔ کیونکہ آپ نے اسلام کو نئے طور سے اصلی رنگ اور شکل میں پیش کیا ہے۔ اور پھر اس کی بنا محض ظنیات پر نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالےٰ نے الہاماً بتا دیا۔ انت تربی فی حجر النبی تیری تربیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں کی جاتی ہے۔ دگر استاد را نامے ندانم۔ کہ خواندم در دبستان محمدؐ۔ حضرت مسیح موعودؑ ظل محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ظل اپنے اصل سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے لامحالہ ماننا پڑیگا۔ کہ اصل کے مطابق ظل ہو سکتا ہے۔ اور ظل ہی اصل کا آئینہ ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی نیا فرقہ نہیں بنایا۔ بلکہ اسلام کو اصل شکل اور صورت میں پیش کیا ہے۔ اور جو اس کے خلاف ہے۔ وہ اسلام کی تصویر نہیں ہو سکتی۔ ہاں اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر فرقے میں تصویر اسلام کے بعض رخ ہیں۔ اور بعض جگہ تصویر اسلام میں کمی ہے۔ اور بعض جگہ زیادتی ہے۔ اسلام کی اصلی اور حقیقی تصویر وہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کی ہے۔ اور جس پر آپ کی جماعت عامل اور کاربند ہے خود رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ کہ لا المھدی الا عیسیٰ ابن مریم کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہدایت پر ہونگے۔ پس جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلقہ بیعت میں آئینگے۔ وہ لاریب ہدایت پر ہونگے۔ جو آپ سے دور رہیں گے۔ وہ ہدایت سے دور رہیں گے۔ اور آیت کریمہ ھو الذی ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ بھی اسیطرف مشیر ہے۔ سب نے بالاتفاق مانا ہے۔ کہ رسول سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقرر کردہ جماعت کو ایک فرقہ کہنا محض غلط ہے۔ یہ ایک اسلامی فرقہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ عین اسلام ہے فرقہ تو اسلام کے بعض حصہ کو پیش کرتا ہے۔ اور آپ کی جماعت اسلام کو من کل الوجوہ پیش کرتی ہے۔ رسول اللہ فرماتے ہیں۔ وہ امت کیسے تباہ ہو سکتی ہے۔ جس کے اول میں میں ہوں۔ اور اس کے آخر میں مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور مسلم امر ہے کہ نہایت بدایت کی طرف رجوع کرتی ہے۔ اول کو آخر سے نسبت قائم ہوتی ہے۔ جیسا کہ اول اسلام میں صرف اسلام ہی تھا۔ اور فرقوں کا نام و نشان نہ تھا۔ اسیطرح آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام فرقوں کو مٹا دیں گے۔ اور اصلی اسلام کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں گے۔ اور اسی لئے ان کو حکم عدل فرمایا گیا تھا۔ جیسا کہ رسول کریم فداہ ابی وامی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک سے پہلے حق اور صداقت مختلف مذاہب میں تھی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی وساطت سے وہ ایک جا پر جمع کر دی۔ اور اس کا نام اسلام رکھا گیا۔ وانزلنا الیک الکتاب مصدقاً لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمناً علیہ۔

اور ہم نے تیری طرف کتاب نازل فرمائی۔ پہلی کتب مقدسہ کی تصدیق کرتی ہے اور تمام مذاہب کی صداقتیں اپنے اندر جمع رکھتی ہے۔ اسیطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام اسلامی فرقوں کی صداقتیں لے لی ہیں۔ اور ان کے حواشی اور زوائد کو مسترد کر دیا ہے اور خالص اسلام کو اپنی جماعت کے ورثہ میں چھوڑا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بروز محمدؐ ہیں۔ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کا مسلک وہی ہے۔ جو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مسلک تھا۔ جو آپ کے طریق پر نہیں چلتا۔ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق سے منہ موڑ رہا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر کاربند نہیں۔ ہے۔ وہ کیسے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے۔ اور منہ کے دعوے کسی کام کے نہیں ہوتے۔

امر بالمعروف

ہندوستان میں ایک ایسی جماعت موجود ہے ۔ جو حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ جھوٹا اور کاذب جانتی ہے ۔ ایک گروہ ایسا بھی ہے جو دل سے یقین کرتا ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنے دعوٰی میں سچے اور راستباز تھے ۔ اور انھوں نے جو کچھ کہا ۔ حق اور درست تھا ۔ لیکن وہ اپنے احمدی بھائیوں کی طرح جرأت نہیں رکھتا کہ کھلے بندوں آپکی صداقت کا اقرار کرے ۔ بلکہ اپنے دل میں اپنے اس عقیدہ کو پوشیدہ رکھتا ہے ۔ اور اپنے دل کی کمزوری کی وجہ سے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے سے خوف کرتا ہے ۔

میں اسوقت اس جماعت سے مخاطب ہو کر کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ میں نے اخبار کے اجرا کے وقت ہی یہ شائع کیا تھا ۔ کہ اس اخبار کا ایک بڑا کام امر بالمعروف ہوگا ۔ اور میرا فرض ہے ۔ کہ ہر ایک ضروری مسئلہ پر لوگوں کو معروف کی طرف متوجہ کروں ۔ مجھے معلوم ہے ۔ کہ الفضل کے خریداروں میں سے ایسے بھی ہیں ۔ جو بظاہر جماعت میں داخل نہیں ۔ لیکن دل سے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے قائل ہیں ۔ اور الفضل کے خریداروں کے علاوہ تو ہزاروں لوگ ہیں ۔ جو اس رنگ میں رنگین ہیں ۔ پس میں ان سب کو جبتک یہ پرچہ پہنچے یہ بات پہنچانی چاہتا ہوں ۔ کہ یہ فعل خدا کو ناپسند ہے اور یہ کہ وہ صرف وہمی عذروں اور خیالی خوفوں کی بنا پر اپنے آپکو ایک عظیم الشان نیکی اور انعام سے محروم کر رہے ہیں ۔ میں نے ان لوگوں کے عذر سنے ہیں اور وہ بہت ہی کمزور ہوتے ہیں ۔ کوئی تو کہتا ہے ۔ کہ میں اگر احمدی ہو گیا ۔ تو رشتہ دار چھوڑ دیں گے ۔ کوئی کہتا ہے کہ میں اگر احمدی ہو گیا تو میرا باپ ناراض ہو جائیگا ۔ کوئی کہتا ہے کہ اگر میں احمدی ہو گیا ۔ تو نوکری جاتی رہیگی ۔ کوئی کہتا ہے کہ اگر میں احمدی ہو گیا ۔ تو تجارت جاتی رہیگی ۔ کوئی کہتا ہے اگر میں احمدی ہو گیا ۔ تو گاؤں والے مخالفت کریں گے ۔ غرض کہ اس قسم کے وہمی عذر ہیں ۔ جو صداقت کے قبول کرنے میں مانع بتائے جاتے ہیں ۔

مگر میں سوال کرتا ہوں ۔ کہ کیا خدا تعالٰی کی رضا حاصل کرنے میں انسان بغیر کسی قربانی کے کامیاب ہو جائیگا ۔ کیا آج سے پہلی امتیں نے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے خدا تعالٰی کے [illegible] رضا جذب کر لئے ۔ یا انکو اللہ تعالٰے کی رضا کے حصول کے لئے اپنی ہر ایک پیاری چیز قربان کرنی پڑی ۔

والدین اور بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا قرآن شریف میں حکم ہے ۔ اور احادیث میں بھی اس کی نہایت تاکید آئی ہے ۔ لیکن اگر اللہ تعالٰی کے احکام کے قبول کرنے میں ان کے حکم کی اطاعت کیجائیگی ۔ تو یہ صریح شرک ہوگا ۔ کیونکہ شرک کے یہی معنے ہیں کہ کسی امر میں کسی کو اللہ تعالٰی کا شریک بنانا پس جو شخص اللہ تعالٰی کے حکم کے مقابلہ میں والدین کی رضاجوئی کو مدنظر رکھتا ہے ۔ وہ مشرک ہے ۔ کہ خدا کے حکم کو رد کرتا اور والدین کے حکم کو قبول کرتا ہے کیا والدین کے احسان اس پر خدا کے احسانات سے زیادہ ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں والدین کا کیا تعلق ہے ۔ صرف چند مہینوں اور چند سالوں کا مگر خدا تعالٰی کا تعلق ایسا محدود نہیں ۔ وہ صرف ہمارے دنیا میں بھیجنے کا ذریعہ نہیں ۔ بلکہ ہمارا خالق ہے وہ صرف کسی کی دی ہوئی نعمت سے ہماری پرورش نہیں کرتا ۔ بلکہ خود غذائیں پیدا کر کے ہماری ربوبیت کرتا ہے ۔ پھر وہ بادشاہ اور مالک ہے ۔ وہ حقیقی خیر خواہ ہے کیونکہ ممکن ہے کہ والدین اپنے بچوں سے کسی قسم کے نفع کی امید رکھتے ہوں ۔ لیکن یہ ممکن نہیں ۔ کہ اللہ تعالٰی اپنی مخلوق سے کسی نیک سلوک کا امیدوار ہو ۔ کیونکہ ہم اس کے محتاج ہیں ۔ اور وہ ہمارا محتاج نہیں پس اس خدا کو ناراض کر کے والدین کو خوش کرنا خطرناک شرک ہے ۔ اور شرک اللہ تعالٰی کو پسند نہیں ۔ قرآن شریف میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے ۔ کہ ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا وان جاھداک لتشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون ۔ ہم نے انسان کو نصیحت کی ہے ۔ کہ وہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرے ۔ لیکن اسے کہا ہے ۔ کہ اگر وہ تجھے شرک کرنے کے لئے کہیں جس کا تجھے کوئی علم نہیں ۔ تو اپنے والدین کی اطاعت نہ کیجو ۔ اور اگر ایسا کریگا ۔ تو تم لوگوں نے پھر ہماری طرف ہی آنا ہے ۔ میں پھر تمہیں بتاؤنگا ۔ کہ تم کیا کرتے تھے ۔ (یعنی سزا دونگا)

پس جبکہ قرآن شریف میں اللہ تعالٰی ایسی ناراضی کا حکم بیان فرماتا ہے ۔ کون مومن ہو سکتا ہے جو اس عذر پر حق کو قبول نکرے ۔ کہ میرے والدین یا رشتہ دار یا دوست اس پر ناراض ہو جائینگے ۔ یا ان سے تعلقات قطع ہو جائیں گے ۔ وہ غور تو کریں ۔ کہ کیا چھوڑ کر کیا ملتا ہے اول تو کچھ دنوں کی ناراضگی کے بعد سب رشتہ دار آپ ہی آملتے ہیں ۔ اور اعلیٰ درجہ کا مومن ہو تو ان کو اپنے ساتھ ہی ملا تا ہے ۔ لیکن اگر یہ نہ بھی ہو تو کیا اللہ تعالٰی کی محبت اور اس کی رضا کی اتنی بھی قدر نہیں ۔ کہ اس کی خاطر اپنے والدین اور رشتہ داروں کو انسان چھوڑ دے ۔ وہ تو ایسا پیارا ہے کہ اس کی خاطر دنیا کی ہر ایک نعمت بھی چھوڑنی پڑے ۔ ہر ایک عزیز بھی ترک کرنا پڑے ۔ تو یہ سودا بالکل سستا اور عظیم الشان کامیابیوں کا باعث ہے ۔ پس میں یہ سچ کہتا ہوں ۔ کہ اگر آپ حقیقی کامیابی چاہتے ہیں ۔ اور دین کی آپکی نظر میں کوئی بھی وقعت ہے ۔ تو ان سب کا خوف توڑ کر خدا تعالٰے کے لئے اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے کسی رشتہ دار کی ناراضگی کی پرواہ نہ کریں ۔ اور جبکہ آپ پر ثابت ہو گیا ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے ہیں ۔ تو انہیں قبول کریں ۔ اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالٰے کی طرف سے رحمت کے دروازے کس طرح کھلتے ہیں ۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے ۔ فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا ۔ یعنی اللہ تعالٰی کے احکام کے خلاف ان کی اطاعت نکر ۔ ہاں دنیا کے معاملات میں ان سے حسن سلوک کر ۔ پس حق کو قبول کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں ۔ کہ انسان اپنے والدین سے جنگ کرے بلکہ دنیاوی لحاظ سے تو ہمیشہ انکی اطاعت کا حکم ہے ۔ ہاں دین میں خدا تعالٰی کے مقابل میں کیسی کی خاطر حق چھپانا شرک ہے اور اسے اللہ تعالٰے قطعاً پسند نہیں فرماتا ۔

جو لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہونے سے اس لئے ڈرتے ہیں ۔ کہ اس سے کسیطرح انکی دنیا کو نقصان کو نہ پہنچ جائے ۔ یا لوگ مخالفت نکریں ۔ انکو بھی مندرجہ ذیل آیات پر غور کرنا چاہئے ۔ سورۃ انفال میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے یاایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و یکفر عنکم سیاتکم و یغفر لکم واللہ ذوالفضل العظیم ۔ یعنی اے لوگو ! اگر تم اللہ تعالٰی کے خوف کو دل میں جگہ دوگے تو وہ تمہارے لئے ہر ایک مصیبت سے بچنے کی کوئی راہ نکالدیگا ۔ اور تمہاری بدیوں کو چھپا دیگا ۔ اور تمہاری غلطیوں کی سزا سے تمہیں بچا ئیگا ۔ اور تم پر بڑے فضل کریگا ۔ اور اللہ تعالٰی تو بڑے فضل کرنے والا ہے ۔ پس خوب یاد رکھو ۔ کہ انسان سے خوف کرنا مومن کا کام نہیں ۔ کیونکہ انسان تو صرف اسی دنیا میں نقصان پہنچا سکتا ہے ۔ لیکن جو خدا کو ناراض کرتا ہے ۔ وہ دونوں جہان میں برباد ہو جاتا ہے ۔ اور اللہ تعالٰی تو وعدہ فرماتا ہے کہ جو ہم سے ڈرتے ہیں ۔ مخلوق سے نہیں ڈرتے ۔ ان کے لئے ہم فرقان کر دیتے ہیں ۔ یعنی کوئی نہ کوئی راہ نکالدیتے ہیں ۔ جس سے وہ اپنی مصیبت سے بچ جائیں ۔ پس اگر دین حق کو قبول کرنے پر لوگ مخالف بھی ہو جائیں ۔ تو اللہ تعالٰے وعدہ فرماتا ہے کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے ۔ سورۃ طلاق میں فرمایا ہے کہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے بچاؤ کی کوئی نہ کوئی صورت نکال ہی دیتا ہے ۔

پس میرے دوستو ! دنیا کے لوگوں کا اور یہاں کے اموال کا خوف نکرو ۔ کہ یہاں جو کچھ ہے فانی ہے اور کوئی نہیں جو ہمیشہ اس دنیا میں رہے ہر ایک کے لئے موت تیار ہے اگر آج تم نے کسی کے خوف سے یا مال کے نقصان کے ڈر سے یا کسی کی محبت کی خاطر حق کو حق سمجھ کر قبول نکیا ۔ تو کل خدا سے کس سلوک کے امیدوار ہوگے دنیا کی رکاوٹ کو اپنے راستے سے ہٹاؤ اور حق کو قبول کرو تا تم پر اللہ تعالٰی کے فضلوں کی بارش ہو ۔ اگر اور نہیں تو الفضل کے خریداروں میں سے جو لوگ اس خیال کے ہیں وہ تو اپنی سستی کو ترک کر کے اللہ تعالٰی کی پکار پر لبیک کہیں کیونکہ جو کسی نیک تحریک کو سن کر سب سے پہلے قبول کرتا ہے وہ سب سے زیادہ انعام کا مستحق ہوتا ہے ۔ اللہ تعالٰے اس مضمون کے ذریعہ بہتوں کو ہدایت دے ۔ آمین

تاریخ الاسلام

سیرۃ النبی

طہارت النفس ۔ ہمیشہ خیر اختیار کرتے ۔

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی ضد سے کام نہ لیتے تھے بلکہ جس بات میں خیر دیکھتے ۔ اسی کو اختیار کرتے تھے ۔ اور قطعاً اس بات کی پرواہ نہ کرتے ۔ کہ اس سے میرے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہوتی ؎

ہم دیکھتے ہیں کہ رجال سیاست دنیوی نے اپنے اصولوں میں سے ایک یہ اصل بھی بنا رکھی ہے کہ بادشاہ یا حاکم جو حکم دیدے اور جو فیصلہ کر دے اس میں تغیر نہ کرے ۔ اور جس طرح کیا ہے ۔ اسپر قائم رہے تاکہ لوگوں کے دل میں یہ نہ خیال پیدا ہو کہ ہم نے ڈر کر منوا لیا ہے یا کم سے کم دوسروں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے کہ ایک بات کہہ کر پھر اس سے رجوع کر لیا ہے ۔ اور اس اصل پر رجال سیاست ایسے پکے اور قائم رہتے ہیں کہ بعض اوقات جنگوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے ۔ مگر وہ اپنی بات کی پچ کے لئے اور دبدبۂ حکومت قائم رکھنے کے لئے ملک کو جنگ میں ڈالدیتے ہیں لیکن اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اپنے فیصلہ کو واپس لیں ؎

جو لوگ تاریخ انگلستان سے واقف ہیں ان سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ ممالک متحدہ سے جنگ کی وجہ یہی ہوئی کہ انگلستان کے رجال سیاست ایک فیصلہ دیکر اس کو واپس نہیں لینا چاہتے تھے ۔ گو وہ اس بات کو خوب سمجھ گئے تھے کہ ہم غلطی کر رہے ہیں جس کا نتیجہ ایک خونریز جنگ ہوا ۔ اور ایک سرسبز و شاداب ملک ہاتھ سے جاتا رہا

خود ہندوستان میں تقسیم بنگالہ کا فیصلہ ایک کھلی نظیر موجود ہے کہ وہ خود وزراء انگلستان قبول کرتے تھے کہ یہ فیصلہ درست نہیں ہوا لیکن ڈرتے تھے کہ اسے تبدیل کر دینگے تو ملک میں حکومت کی بے رعبی ہوگی ۔ چنانچہ جب تک شہنشاہ ہند کی تاجپوشی کا ایک نہایت غیر معمولی موقعہ پیش نہیں آیا ۔ اس حکم کو منسوخ نہیں کیا گیا ؎

اور درحقیقت بظاہر دنیاوی نقطۂ خیال سے یہ بات بھی درست ہے کیونکہ جب رعایا کے دل میں یہ بیٹھ جائے کہ ہم جس طرح چاہیں کرا سکتے ہیں یا ان کو یہ خیال ہو جائے کہ ہمارا حاکم تو بالکل غیر مستقل مزاج آدمی ہے ۔ اُسے جس طرح چاہیں پھیر دیں تو وہ بہت دلیر اور اپنے فرائض کی ادائگی میں سست ہو جاتی ہے ۔ اور اسی وجہ سے رجال سیاست نے اس بات کو بہت پسند کیا ہے کہ حاکم اپنے فیصلہ کو بہت جلد واپس نہ لے بلکہ حتی الامکان اسپر قائم رہے ؎

ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس پاک فطرت کو لیکر پیدا ہوئے تھے ۔ اور جن کمالات کو آپنے حاصل کیا تھا وہ چاہتے تھے ۔ کہ آپ ہمیشہ خیر اختیار کریں ۔ ایک دنیاوی بادشاہ یا حاکم اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ میں اپنے ایام حکومت میں حکومت کے رعب کو قائم رکھتا رہا ہوں ۔ اور ایک مضبوط ارادے کے ساتھ نظام حکومت چلاتا رہا ہوں مگر میرے اس پیارے کا یہ فخر نہ تھا کہ میں نے جو کچھ کہہ دیا ۔ اسپر پابند رہا ہوں بلکہ اس کا فخر یہ تھا کہ میں نے جب عمل کیا خیر پر کیا ۔ اور جب مجھے معلوم ہوا کہ میں فلاں رنگ میں کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں ۔ میں نے اس کے پہنچانے میں کوتاہی نہیں کی پس اگر روحانیت کا دنیا میں کوئی شخص قابل اتباع ہو سکتا ہے ۔ تو وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں ؎

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قال أتینا النبی صلے اللہ علیہ وسلم نفر من الاشعریین فاستحملناہ فابیٰ ان یحملنا فاستحملناہ فحلف ان لا یحملنا ۔ ثم لم یلبث النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اتی بنھب ابل فامر لنا بخمس ذود فلما قبضناھا قلنا تغفلنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمینہ لا نفلح بعدھا ابدا فاتیتہ فقلت یا رسول اللہ انک حلفت ان لا تحملنا وقد حملتنا قال اجل ولکن لا احلف علی یمین فاری غیرھا خیرا منھا الا اتیت الذی ھو خیر منھا ۔

آپ نے فرمایا کہ ہم چند آدمی جو اشعری قبیلہ کے تھے ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم نے آپ سے سواری مانگی ۔ آپنے فرمایا کہ سواری نہیں ہے میں نہیں دے سکتا ۔ ہم نے پھر عرض کیا کہ ہمیں سواری دیجا دے تو آپ نے قسم کھالی کہ ہمیں سواری نہیں دینگے ۔ پھر کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس کچھ اونٹ لائے گئے پس آپنے حکم دیا کہ ہمیں پانچ اونٹ دئے جاویں پس جب ہم نے وہ اونٹ لے لئے ۔ ہم نے آپس میں کہا کہ ہم نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دیا ہے ۔ اور آپ کو آپ کی قسم یاد نہیں دلائی ۔ ہم اس کے بعد کبھی مظفر و منصور نہ ہوں گے ۔ اس خوف سے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ ۔ آپنے تو قسم کھائی تھی کہ آپ ہمیں سواری نہ دینگے ۔ اور اب تو آپنے ہمیں سواری دے دی ہے ۔ فرمایا ۔ ہاں اسی طرح ہوا ہے ۔ لیکن میں کوئی قسم نہیں کھاتا ۔ اور اس کے سوا کوئی اور بات بہتر دیکھتا ہوں تو وہ بات اختیار کر لیتا ہوں جو بہتر ہو ؎

اس واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود کیا تھا آپکے کام کسی دنیاوی مصلحت یا ارادہ کے ماتحت نہ ہوتے تھے بلکہ آپ اپنے ہر کام میں یہ بات مدنظر رکھتے تھے کہ جو کچھ آپ کرتے ہیں وہ واقعہ میں نفع رساں بھی ہے یا نہیں اور اگر کبھی معلوم ہو جائے ۔ کہ آپنے کوئی ایسا کام کیا ہے یا اسکے کرنیکا ارادہ کیا ہے جو کسی انسان کیلئے مضر ہو گا یا اسے اس سے تکلیف ہوگی ۔ تو آپ فوراً اپنے پہلے حکم کو واپس لیتے اور وہی بات کرتے جو بہتر اور نفع رساں ہوتی ؎

ایک ظاہر بین انسان کہہ سکتا ہے کہ اس سے رعب و داب میں فرق آتا اور حکومت کو نقصان پہنچتا ہے مگر اس بات سے تو آپکی خوبی اور نیکی کا پتہ چلتا ہے کہ خواہ کوئی امر کیسا ہی خطرناک اور مضر معلوم ہوتا ہو آپ بے دھڑک اسے اختیار کر لیتے تھے جبکہ آپکو یقین ہو جاتا کہ اس سے لوگوں کے حقوق کی نگہداشت ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کا ایک خاص نشان تھا کہ باوجود اس بات کے آپ کو ایسا رعب و داب میسر تھا جو دنیا کے کسی بادشاہ کو میسر نہیں واقعہ میں ایک بادشاہ کا اصل فرض یہی ہے کہ وہ لوگوں کو سکھ پہنچائے اور آپنے اپنی عمل سے ثابت کر دیا کہ آپ دین و دنیا کے لئے ایک کامل نمونہ تھے اور آپکی زندگی دنیاوی بادشاہوں کے لئے بھی ہے کہ بادشاہوں کو اپنے ماتحتوں اور رعایا کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے ۔ اور کس طرح ضد اور تعصب سے الگ ہو کر ہر ایک نیکی اختیار کرکے لوگوں کے آرام پہنچانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے ؎

ہمیں اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ماتحتوں پر اسی وقت بادشاہ کے حکم بدل دینے کا برا اثر پڑتا ہے جبکہ ان کو یہ یقین ہو کہ بادشاہ ہمارا یقینی خیرخواہ نہیں بلکہ اس نے ڈر کر اپنے حکم میں تبدیلی کی ہے اور جب انہیں یقین ہو کہ اس کے احکام ایک غیر مستقل طبیعت کا نتیجہ ہیں لیکن اگر انہیں اس بات کا کامل یقین ہو جائے کہ کوئی بادشاہ یا حاکم ان سے ڈر کر یا بے استقلالی کی وجہ سے نہیں ۔ بلکہ اسلئے حکم بدلتا ہے کہ وہ ان کا خیرخواہ ہے اور کسی وقت بھی ان کی بھلائی سے غافل نہیں ہوتا تو بجائے اسکے کہ انکے دلوں میں بے رعبی پیدا ہو وہ اس سے اور بھی مرعوب ہو جاتے ہیں اور انکے دل محبت سے بھر جاتے ہیں اور جو بادشاہ اپنی رعایا اور ماتحتوں کے دلوں میں اپنی خیرخواہی کا ایسا یقین بٹھا دے وہی سب سے زبردست بادشاہ ہے اور یہی خیال تھا جسنے کہ ابو موسیٰ رضہ اور انکے ساتھیوں کو مجبور کیا کہ بجائے اس خیال کے کہ یہ سمجھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کی بے استقلالی ظاہر ہوئی ہے انھوں نے جنگ کے لئے پیدل جانا منظور کیا مگر یہ نہ پسند کیا کہ آپکو دوبارہ قسم یاد دلائے بغیر ان سواریوں کو استعمال کریں ۔ اور یہ اس عظیم الشان فتح کا نشان ؛ جو [illegible] حاصل ہوئی تھی ؎

تادیب النساء

دیہاتی خواتین

پرورش اولاد

ہماری گاؤں والی بیبیوں کو دیہاتی خواتین کہنے پر بعض نکتہ چین اور دردِ دل سے ناآشنا طبائع غالباً ہنسینگی۔ مگر آہ کوئی اس پُر دردِ دل سے پوچھے۔ کہ کس قدر قابل رحم فرقہ اور دین و دنیا سے محروم فرقہ کی طرف سے کس قدر دکھی ہے۔ اور ان کی تکالیف سے جن کو وہ محسوس ہی نہیں کرسکتیں۔ کس قدر مجھے متاثر ہے۔ جن کے دماغ ایسے معطل ہیں۔ کہ مطلق محسوس نہیں کرسکتے۔ کہ آیا ہم اشرف المخلوقات ہیں یا بدترین کائنات۔

اف! کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کہ جب دن بدن مسلمات و مومنات کہلانے والیوں کا یہ حال دیکھا جاتا ہے۔ اور دل کا خون آنکھوں کے راستے نکلتا ہے۔ جب یہ افسوس ناک حالت نظر آتی ہے۔ کہ ہمسایہ قوموں میں تو چند عورتیں جمع ہوکر اپنی جنس کی بھلائی کے لئے کئی لاکھ روپیہ اپنی قوم سے جمع کرلیں۔ اور ہم ابھی تک نصاب تعلیم تو کہیں رہا۔ تعلیم نسواں ہی کی نسبت جھگڑ رہے ہیں۔ کہ آیا پڑھایا جاوے۔ یا پڑھانا مناسب نہیں۔ ہاں مرتی اور ہی خیالات بھٹکنے لگی۔ اصل میں پریشانی نے خیال کہیں سے کہیں لے گئی۔ اس وقت جو کچھ میں نے لکھنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہماری دیہاتی مستورات کی حالت روحانی بھی نازک۔ جسمانی بھی بے حد نازک۔ نماز سے وہ واقف نہیں۔ پاکیزگی طہارت سے وہ ناآشنا۔ اپنی صحت وصفائی کی ان میں کچھ خبر ہی نہیں۔ الغرض کہ پرورش اولاد سے سخت بے پرواہی اور بے خبری ہے۔ حدیث شریف میں کلام الٰہی میں۔ احکام اسلام ہیں۔ کہ اولاد کا قتل سخت کبیرہ گناہ ہے۔ اور وہ نہیں کہ اولاد کو چھرے سے ذبح کرے۔ یا زندہ گاڑ دیں۔ بلکہ کئی قسم کا قتل اولاد ہوتا ہے +

قتل اولاد

اول تو لڑکی پیدا ہوتے ہی ماتم پڑ جاتا ہے پھر جو پانچ سات لڑکیاں ہوں۔ اور شامت اعمال سے ان کا باپ مر جائے۔ تو مسلمان کہلانے والوں کے زعم میں ابتر ہی کہلاتا ہے۔ مگر افسوس کہ الخ خبر نہیں۔ ہمارے جان سے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہی تھیں۔ اور اس بیٹی کی اولاد پر جہاں فخر کرتا ہے۔ اسلام ہی کی ناواقفیت کے سبب.... ورنہ بیٹیوں پر کیا فخر ہے۔ نادان نہیں جانتے۔ کہ بیٹے سے کسطرح نام چلتا ہے خاص کر عورتوں کا جن کی آجکل بعض میں یہ حیثیت ہے۔ کہ خاوند ناراض ہوا۔ بس چوٹی سے پکڑ کر گھر سے باہر نکال دیا۔ اور کوئی سو دو سو میں ایک شخص ہوگا۔ جس کو اپنی دادی۔ پردادی۔ کا نام یاد ہوگا۔ ورنہ مجھے تو اپنی پردادی کا نام بھی نہیں آتا۔ تو کیا پھر اسی واسطے وہ قبروں پر سجدے کرتی اور نالائق سے نالائق بھنگڑ فقیروں کے پاس جاتی ہیں۔ کہ بیٹا پیدا ہو۔ آہ یہ اسلامی مسائل ناواقفی کا نتیجہ ہے۔ افسوس!

دوم۔ اگر بیٹا ہو بھی۔ تو بس دس پندرہ چاندی کے طوق دس گیارہ تاگے اور پُرانے بوسیدہ کپڑوں کے پٹے پٹولئے تعویز۔ کچھ لوہے وغیرہ کے چھلے جو مختلف پیروں فقیروں کا عطیہ ہوتے ہیں۔ اس کے گلے میں بطور ہار ڈال کر اس کی صحت کو مضر بنا دیتی ہیں۔ مگر اس جہالت کا ستیاناس کہ اگر ذرا بھی کوئی سمجھانا چاہے۔ کہ بی بی یہ تو سخت خطرناک چیزیں ہیں۔ اور بیماری کا موجب تو اسے بُرا مانا جاتا ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بچہ آئے دن بیمار رہکر آخر مر جاتا ہے۔ بس یہ قتل اولاد نہیں تو اور کیا ہے۔

سوم۔ غضب تو یہ ہے کہ دوا ہرگز نہیں کرتیں۔ واقفیت تو خیر مطلق ہوتی ہی نہیں۔ ہزاروں بچے معصوم آئے دن خاص کر سردیوں کے موسم میں ہلاک ہوتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اول تو مسلمانوں میں افلاس بھی بہت ہے۔ اور دوسرے دیہات میں عموماً یا تو مسجد کے ملاں نیم حکیم ہوتے ہیں یا پھر قوم حجام یعنی نائی لوگ جن سے بچاری عورتیں دوائی پوچھنے آتی ہیں۔ اول تو سخت سردی میں بھی پانچ چھ سال تک بچے کو کپڑا پہنانا کوئی ضروری خیال نہیں کیا جاتا۔ یا پھر زمیندار عورتیں صبح سویرے خاوند کی روٹی وغیرہ لیکر باہر کنوئیں پر گئیں۔ تازہ پانی نکلتا دیکھا۔ جھٹ ننگا بچہ اگرچہ چالیس دن کا ہی ہو۔ نالی پر نہلا دیا۔ لے کھانسی شروع ہوگئی۔ یا عموماً پسلی کی بیماری شروع ہو جاتی ہے۔ اور جب دیکھا کہ بچہ مرنے لگا ہے۔ جھٹ میاں جی کے پاس لے گئی۔ کہ دم کرو ملاں جی۔ نیم ملاں خطرۂ ایمان۔ فرماتے ہیں۔ کہ علاج نہ کرنا۔ دم درود سے اچھا ہو جائیگا۔ اسطرح پر دم بھر میں بچہ پیر داجل ہو جاتا ہے۔ اور یہ آئے دن ہوتا رہتا ہے۔

کاش بڑے بڑے ہمدرد بنی نوع انسان اور غمگسار ان ملک وملت اپنی بڑائیاں شہروں تک ہی محدود نہ رکھیں۔ بلکہ مسلمانوں کی نسل کیطرف دھیان فرمائیں۔ اور دیہات میں خواہ چندہ کرکے ہی مختلف مشہور دوائیوں کے بکس بھجوائیں۔ تاکہ ہزاروں ہزار نسل انسان محفوظ رہ سکے۔ اور بن آئی موت نہ مریں۔ خدا کے لئے خدا کے نیک بندے ماؤں کو اولاد کی حفاظت واصول صحت کا وعظ فرماویں۔ کہ دنیا اس عظیم گناہ سے بچ جاوے۔ جو قتل اولاد ایسے خوفناک نام سے پکارا جاتا ہے۔

والسلام

(سکینۃ النساء از قادیان)

خودکردہ راچہ علاج

اسلامی پردہ پر یوروپ ہمیشہ ہی اعتراض کرتا چلا آیا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہی ہے۔ کہ خود یوروپ میں پردہ نہیں۔ پردہ کی ضرورت پر ہزاروں دلائل دئے گئے۔ مگر یوروپ اپنی رسم کے خلاف ان دلائل کی کیا پرواہ کرسکتا ہے۔ ان سب دلائل کا ایک ہی جواب تھا۔ کہ پردہ ایک وحشیانہ رسم ہے۔ نیکی دل کی ہوتی ہے پردہ بدی کو روک نہیں سکتا۔ یوروپین عورتوں نے مردوں کو اپنا حمائتی دیکھ کر ایسی ترقی کی۔ کہ جو حصہ بدن عام طور پر لباس میں چھپایا جاتا ہے۔ اُسے بھی ننگا کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ اب جو لباس عام طور پر رائج ہے۔ اس میں سینہ کا ایک حصہ اور بازو ننگے رہتے ہیں۔ مگر اس تجربہ نے یہ فائدہ ضرور پہنچایا۔ کہ یوروپ کی توجہ اس طرف مائل ہوگئی ہے۔ کہ اس بے پردگی سے ہماری اخلاقی حالت کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اور اس کے خلاف آئے دن آواز اٹھتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ پادریوں کا گروہ جو اسلامی پردہ پر اعتراض کرنیکا پرانا عادی تھا۔ اس میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں۔ کہ جنھوں نے اپنی رائے تبدیل کرلی ہے اور اب وہ خود مقر ہیں۔ کہ واقعہ میں عورتوں کو ایسی آزادی دینی اخلاق کے لئے نہایت مضر ہے اور اس سے جو بدنتائج پیدا ہوتے ہیں وہ ملک کے لئے نہایت مضر ہیں۔

چنانچہ لنگھم پلیس کے پادری صاحب نے اپنے ایک لیکچر میں اس غلطی کا اقرار کیا ہے۔ اور گویا خود اپنی زبان سے اپنے اس جرم کا اقرار کیا ہے۔ جس کے ان کے اہل ملک اس وقت تک مرتکب رہے ہیں۔ اور گو وہ اسلام کو نہ مانیں۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ اسلام کا ہر ایک حکم اسقدر حکمتوں اور فوائد پر مشتمل ہوتا ہے۔ کہ اس کے خلاف عمل کرنا ہمیشہ مضر اور نقصان دہ ہی ثابت ہوا ہے۔ اور ہوگا۔

کیا یہ اسلام کی صداقت کا ثبوت نہیں۔ کہ تعلیم یافتہ یورپ جن نقائص کا احساس سینکڑوں سال کے تجربہ کے بعد کرسکا ہے ان سے بانی اسلام نے اپنے پیروؤں کو آج سے تیرہ سو سال پہلے متنبہ کردیا تھا۔

پادری پری بنڈری وبسٹر صاحب جنکا میں نے ذکر کیا ہے۔ اپنے ایک تازہ لیکچر میں جسکا ایک حصہ ٹائمز آف لنڈن نے شائع کیا ہے کہتے ہیں میں دل سے خواہش کرتا ہوں۔ کہ ہمارے موجودہ لباس میں تبدیلی کی جائے بعض اوقات جب میں ایک گاڑی میں سوار ہوتا ہوں۔ اور اپنے سامنے ایک لیڈی کو کھلے لباس میں دیکھتا ہوں۔ تب مجھے مشکل سے سمجھ میں آتا ہے۔ کہ کیا کروں۔ یہ سخت تکلیف دہ امر ہے۔ [illegible] میں گناہ کا بیج بویا جاتا ہے جو نیکی کے خلاف ہے۔ کہ [illegible] میں سواری کرتے ہوئے یا سیر کرتے ہوئے ہم اپنے شہر [illegible] [illegible] خودکردہ راچہ علاج تجربات کی مردوں سے خود تو کا خود جرأت دلائی ہے۔ اب اس پر اعتراض کیسا اس شکل سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے جو اسلام نے بتایا ہے یعنے پردہ۔

ابھی سے فکر کرو

خدا تعالےٰ سے مقابلہ کوئی معمولی بات نہیں۔ انسان اپنے گاؤں کے رئیس اور نمبردار سے مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یا اپنے علاقہ کے حاکم سے مقابلہ نہیں کرسکتا۔ تو اللہ تعالیٰ کا اس نے کیا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑا احمق ہے۔ وہ جو پہاڑ سے ٹکر مارتا ہے۔ یا آگ میں کود کر اس کو ملنا چاہتا ہے۔ کیونکہ بجائے پہاڑ کو توڑنے اور آگ کو بجھانے کے وہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ اور بے وقوفی سے اپنے آپکو ہلاک کرتا ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ جاہل وہ انسان ہے۔ جو رب العالمین سے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ پہاڑ سے ٹکر مارنیوالا یا آگ میں کودنے والا تو صرف اپنے جسم کو تباہ کرتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ سے مقابلہ کرنیوالا ہمیشہ کے لئے اپنے جسم اور روح دونوں کا خون کردیتا ہے۔ اس کے لئے بہتر تھا۔ کہ وہ پیدا ہی نہ ہوتا۔ یا پیدا ہوتے ہی مرجاتا۔

آہ انسان نادان انسان جس کی جان ایسی کمزور اور ضعیف ہے۔ کہ پانچ منٹ سانس نہ آنے سے روح جسم سے علیحدہ ہوجاتی ہے۔ وہ رب العالمین کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے اور پھر امید رکھتا ہے۔ کہ میں کامیاب ہوجاؤں گا۔ کیا وہ اپنی پیدائش پر غور نہیں کرتا۔ کہ خداوند خدا زمین و آسمان کے خدا نے اس کو پیدا ہی ایسا کیا ہے۔ کہ وہ ہر وقت دوسری چیزوں کا محتاج ہے۔ کھانیکا وہ محتاج ہے۔ ہوا کا وہ محتاج ہے۔ سایہ کا وہ محتاج ہے۔ دھوپ اور روشنی کا وہ محتاج ہے۔ سونے کا وہ محتاج ہے۔ آرام کرنیکا وہ محتاج ہے اسکے ہر ایک کام سے احتیاج ظاہر ہے۔ اور اس کی ہر حرکت میں بے بسی جلوہ گر ہے۔ پھر کس برتے پر اور کس بل پر وہ دعویٰ کر بیٹھتا ہے۔ کہ انا ربکم الاعلیٰ میں ہی عالیشان والا رب ہوں۔

اے انسان تیری حرکات و سکنات سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گویا تو اپنا رب آپ ہے۔ مگر یہ تیری جہالت ہے۔ خدا تعالیٰ کا مقابلہ انسان نہیں کرسکتا۔ پس تو اس سے صلح کرے۔ کہ اسی میں تیری خیر ہے اور اسی میں تیرے لئے برکت مقدر ہے۔ جیسے دنیاوی بادشاہوں کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ تو خالق ارض و سما کے احکام کو توڑ کر کوئی کب بچ پاسکتا ہے۔ پس تو اس بادشاہ سے صلح کرلے۔ اور جلد کرلے کیونکہ آسمانی لشکر نافرمانوں کی ہلاکت کے لئے چاروں طرف یلغار کررہے ہیں +

ہندوستان کے باشندوں نے خدا تعالےٰ کے مامور کا انکار کرکے دکھ اٹھایا ہے۔ اور جس دن سے کہ انہوں نے مسیح موعود کے پیغام کو رد کیا ہے۔ انہیں راحت و آرام نصیب نہیں ہوا۔ لاکھوں آدمی طاعون سے ہلاک ہوچکے ہیں۔ اور سینکڑوں بستیاں ویران ہوچکی ہیں اور خدا کے مسیح نے طاعون کے آنے سے پہلے ہی خبر دیدی تھی۔ کہ طاعون ملک میں پھیلے گی۔ اور جو لوگ میرے پیغام کو نہ مانیں گے۔ ان پر ہلاکت کے دروازہ کھل جائیں گے۔ اور ابتک کوئی سال نہیں گذرا۔ کہ ہم نے اس کے قول کی صداقت کا مطالعہ نہ کیا ہو مگر افسوس کہ ابتک لوگ ضد سے باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالےٰ کے مقابلہ سے باز نہیں آتے۔

کیا کوئی انسان ہے۔ جو لوگوں کے ذہن نشین کردے۔ کہ وہ خدا سے صلح کرلیں۔ تو اس دکھ سے بچ جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ وما کان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون اور اللہ تعالیٰ انہیں اس صورت میں عذاب نہیں دیگا۔ کہ وہ استغفار کررہے ہوں پس اللہ تعالیٰ سے صلح کرو۔ اور اس کا طریق یہ ہے۔ کہ سچے دل سے اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور اس کے فرستادہ پر ایمان لاؤ۔ زبان سے نہیں۔ بلکہ عمل سے منہ سے نہیں۔ بلکہ دل سے۔ کیونکہ ظاہر پر صرف انسان خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر تو دلوں پر ہے۔ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حضور عرض کرو۔ کہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ طاعون کے ایام پھر سر پر ہیں۔ اور بعض مقامات پر تو اس نے موت کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ پس جلد اپنے نفوس کی اصلاح کرو۔ تاکہ اس عذاب سے بچ جاؤ۔ منہ سے اللہ اللہ کہنے سے کام نہیں چلتا۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرو۔ کیونکہ اگر ایک شاخ کا ٹکڑا زمین میں گاڑ دی جائے۔ تو وہ پھل نہیں دیتی۔ پھل وہی درخت دیتا ہے۔ جس کی جڑیں زمین کے اندر پھیلی ہوئی ہوں۔ بے ثمر درخت کاٹا جاتا ہے۔ اور آگ میں ڈالکر جلا دیا جاتا ہے۔ پس تم اپنے وجودوں کو نافع بناؤ۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ان مصیبت کے ایام میں تمہاری حفاظت کرے۔ ایک چور بھی اپنے دوست کے گھر میں چوری کے لئے سیندھ نہیں لگاتا۔ اور ایک ڈاکو کبھی اس جماعت پر حملہ نہیں کرتا۔ جس میں اس کا کوئی پیارا ہو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اسکے گھر کو تباہ کرے جو اس سے پیار رکھتا ہو۔ جب کہ چور اور ڈاکو بھی محبت اور پیار کا خیال رکھتے ہیں۔ تو کیا وہ قدوس ہستی محبت کی قدر نہیں کریگی پس کیوں خدا سے محبت نہیں کرتے۔ تاکہ تم ہر ایک دکھ سے محفوظ ہوجاؤ۔ مصیبت کے وقت ہر ایک شخص توبہ کرتا ہے۔ مگر حقیقی توبہ وہی ہے۔ جو مصیبت سے پہلے ہو۔ پس اپنے شہروں یا گاؤں یا محلوں یا گھروں میں بیماری کے آنے سے پہلے توبہ کرلو۔ اور ابھی سے اپنی فکر کرو۔ تاکہ غم و اندوہ کی سخت گھڑیوں سے نجات پاؤ۔

غیر مذاہب کی تبلیغی کوشش

گذشتہ جمعہ کی شام کو الہ آباد میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی شاخ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے لڑکے اور لڑکیاں شامل تھیں۔ آنریبل ڈبلیو۔ ایچ جیمیس ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل ڈی۔ اس جلسہ کے صدر نشین تھے۔ سیکرٹری ریورنڈ اے۔ ای۔ ٹیلر نے رپورٹ پڑھی۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ ۱۹۱۳ء میں ان صوبجات کے لڑکے اور لڑکیوں نے ۱۷۸۶ روپیہ ۲ آنہ ۷ پائی کی رقم بطور چندہ جمع کی۔ جو ہندی میں سینٹ جان (یوحنا) کی انجیل کے بیس ہزار دو سو نسخے چھاپنے کے لئے کافی ہے۔ جن مدرسوں نے ایسی رقوم جمع کرنے میں حصہ لیا۔ ان کی تعداد ۴۸ تھی۔ بچوں نے خود اس انتظام میں ایک نمایاں حصہ لیا۔ کہ اپنے اجتماع کو یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ اوشینیا اور امریکہ کے نام سے پانچ حصوں میں منقسم کریں۔ خاص قسم کے نشان اونچے کرکے دکھائے گئے۔ جن پر ان سینکڑوں زبانوں میں سے بعض کے نام درج تھے۔ جن میں انجیل یا اس کے کسی حصہ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ ہر براعظم کے نشان کے لئے ایک خاص رنگ تجویز کیا گیا تھا۔ مذکورہ بالا نشانات پھولوں اور رنگدار فیتوں سے مزین تھے۔ یہ تمام نظارہ نہایت بھلا معلوم ہوتا تھا۔ ہر فریق کے قابل اور ہونہار بچوں کو اس بات کے لئے پہلے ہی سے تیار کیا گیا تھا۔ کہ بائبل سوسائٹی کے کام اور اس کی تاریخ سے واقف ہوں۔ بچوں نے صاف اور عمدہ لہجہ میں ایسی تقریریں کیں جو ان کے لئے نہایت قابل تعریف بات تھی۔ اور جن سے ان لوگوں کی قابلیت اور محنت کا پتہ چلتا تھا۔ جنہوں نے بچوں کو فن تقریر کی تعلیم دی۔

مس ڈورس ٹیلٹ نے یورپ کی طرف سے یہ بتایا۔ کہ ۷ مارچ ۱۸۰۴ء کو بائبل سوسائٹی کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور اس وقت سے بائبل براعظم یورپ کی ۸۰ زبانوں میں شائع کی جاتی ہے۔ ایشیا کی طرف سے ماسٹر ڈیوین گرے نے بیان کیا۔ کہ کس طرح اس سوسائٹی کی شاخ کلکتہ میں قائم ہوئی۔ اور اس کے بعد مدراس بمبئی الہ آباد اور لاہور میں شاخیں کھولی گئیں۔ ایشیائی قومیں کئی سو زبانیں بولتی ہیں۔ اور بائبل سوسائٹی نے انجیل کے کچھ حصہ کا ۲۲۶ زبانوں میں ترجمہ کیا ہے۔ افریقہ کی طرف سے مس باربرا رولی نے کہا۔ میرا ملک تاریک براعظم کہلاتا ہے اور حقیقت میں ہے بھی ایسا۔ لیکن جب سے بہت سے لوگوں کے گھروں اور دلوں میں انجیل کے نور نے چمکنا شروع کیا ہے۔ مستقبل زیادہ روشن نظر آتا ہے۔ بائبل سوسائٹی نے افریقی لوگوں کی ۱۱۵ زبانوں

بزبان انجیل کے بعض حصوں کا ترجمہ کیا ہے۔ اوشینیا کی طرف سے مسٹر گلیڈ سٹریوس نے اپنی یہ داستان سنائی۔ کہ کس طرح انجیل کی اشاعت راروٹونگا کے جزیرہ میں کی گئی امریکہ کی طرف سے کنگسلی فیوس نے کہا کہ میں اس قدر شرمیلا ہوں۔ کہ اپنی نسبت کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ اس نے ان مشکلات کی کچھ مثالیں بتائیں جو بائیبل کے مترجموں کو پیش آتی ہیں۔ مگر باوجود ان دشواریوں کے سوسائیٹی نے انجیل کے ۸۰ لاکھ نسخے باہر بھیجے۔ اور جب سے اس نے کام شروع کیا ہے۔ یہ ۲۵ کروڑ نسخے شائع کر چکی ہے۔ جن کی اشاعت پر ایک کروڑ ۸۰ لاکھ پونڈ (۲۷ کروڑ روپیہ) صرف ہو چکے ہیں۔ سوسائیٹی نے بائیبل کو دنیا کی ارزاں ترین کتاب بنا دیا ہے +

خاتمہ پر ریورنڈ۔ آر۔ ٹی۔ ہوورنڈ نے تقریر کی۔ اور "یسوع مسیح مجھ سے محبت کرتا ہے" کا گیت گانے کے بعد پروفیسر کے ان۔ مکرجی نے ہندوستانی میں ایک فصیح و بلیغ ایڈریس پڑھا۔ اور بچوں میں انعام تقسیم کیا گیا +

طرابلس الغرب میں کیا ہو رہا ہے

طرابلس سے آخری موثوق خبریں جو آئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ سنوسیوں نے "مرج" کا جس میں اطالوی فوج پڑی تھی پچھلے دنوں محاصرہ کیا۔ یہ دیکھ کر اطالویوں نے مدد طلب کی۔ اور تین باٹریاں ان کی امداد کے لئے آگئیں۔ مگر سنوسیوں نے جدوجہد کر کے شمالی جانب سے قلعہ کو فتح کر لیا اس کے بعد اطالیوں کی اور کمک آگئی۔ اور قلعہ کا دوبارہ محاصرہ شروع ہوا۔ یہ محاصرہ پندرہ روز تک رہا۔ اس عرصہ میں سنوسی برابر حملے اور مدافعانہ کارروائیاں کرتے رہے۔ یہانتک کہ دشمن کی ترکی تمام ہو گئی۔ اور اس کی قوت میں پورا پورا اضمحلال آگیا۔ اور پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس قلعہ کو مسلمانوں کے ہاتھ فتح کرا دیا۔

سنوسیوں نے "مرج" میں جسقدر توپیں سامان جنگ اور ذخائر تھے۔ ان سب پر قبضہ کر لیا۔ مال غنیمت جو کچھ ان کے ہاتھ آیا ہے۔ اس میں ۸ باٹریاں یعنی ۳۲ توپیں سو سے زیادہ ربڑ کی موٹر کاریں۔ باٹریوں کا سامان وافر اور لشکری سامان وردیاں ٹیلیفون اور اس کی تار وغیرہ ہیں۔

پچھلے دنوں سید سنوسی نے ہمیں یہ بھی خبر دی ہے۔ کہ ہمیں ہتھیاروں اور سامان جنگ میں سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے پاس اس قدر کافی تعداد میں موجود ہیں۔ کہ اگر تین سال تک متواتر جنگ جاری رہی۔ تو بھی یہی سامان جنگ اور اسلحہ کفایت کریں گے۔ ہمارے پاس اس وقت اطالوی جدید طرز کی بندوقوں میں سے قریباً ۷۲۰۰۰ ہیں۔ اور ان کے کارتوس بھی اس قدر کافی ہیں۔ کہ مذکورہ مدت تک ہمارے طرابلسی افسر انہیں بفراغت تمام استعمال کر سکتے ہیں +

ہندوستان میں تعلیم

ہمارے ہندوستان کی کیفیت بالکل برعکس ہے یہاں ایسے لوگوں کی تعداد جو پڑھ لکھ سکتے ہیں۔ صرف ۷۔۵ فیصدی کے درمیان ہے۔ اور ان پڑھ ۹۳ فیصدی سے زیادہ قریب قریب تمام مغربی ملکوں میں مع امریکہ و جاپان کے ابتدائی تعلیم مفت بھی ہے اور لازمی بھی۔ یہاں نہ مفت ہے نہ لازمی۔ اب اگر کل آبادی پر اُن لوگوں کا اوسط پھیلایا جائے۔ جو اس وقت مدرسوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد امریکہ میں ۲۱ فیصدی ہے۔ انگلستان میں ۱۸ فیصدی سے زیادہ۔ جرمنی میں ۱۶ فیصدی سے زیادہ۔ فرانس میں ۱۵ فیصدی۔ جاپان میں ۱۱ فیصدی۔ روس میں ۵ فیصدی۔ ہندوستان میں ۲ فیصدی ہے۔ اگر خرچ پر غور کیجئے۔ تو امریکہ ابتدائی تعلیم پر ۱۲ روپیہ فی کس صرف کرتی ہے۔ انگلستان ۷ روپیہ ۸ آنہ۔ جرمنی ۵ روپیہ ۴ آنہ۔ فرانس ۴ روپیہ ۱۲ آنہ۔ جاپان ۱۴ آنہ روس ساڑھے ۷ آنہ اور ہندوستان صرف سوا آنہ۔ مزید براں یہ امر بھی غور کے قابل ہے۔ کہ ۴۰ برس پیشتر ان سب ملکوں کی حالت بھی ابتدائی تعلیم کے لحاظ سے ہندوستان سے زیادہ بہتر نہ تھی۔ لیکن پچھلے ۴۰ برس میں جو ترقی انہوں نے کی۔ وہ حیرت ناک ہے +

آج کل کے مدعیان اسلام

پہلا واقعہ

جب جنازہ اٹھا۔ تو اس کی فکر ہوئی۔ کہ رات کا وقت ہے۔ امام ساتھ ہونا چاہیئے۔ جو نماز پڑھائے۔ ایک صاحب بولے۔ مسجد میں سے ایک طالب علم کو میں بلائے لاتا ہوں۔ وہ گئے۔ مگر پھر نہ آئے ہمارے جب نماز کا وقت آیا اور ایک نماز پڑھانیوالا بھی مل گیا۔ تو وہی باپ جو بیٹے کے غم میں زار زار رو رہا تھا۔ جس کے آنسو تھمتے نہ تھے۔ اور جس کا بین ختم نہ ہوتا تھا۔ ایک طرف کو جا کھڑا ہوا۔ تایا کہ گھر بھر میں اگر تجہیز و تکفین کی کسی کو فکر تھی۔ تو اسی کو تھی۔ کہنے لگے کہ پاجامہ کا اعتبار نہیں۔ حالانکہ وہ صاف ستھرا تھا۔ اور اوپر [illegible] رشتہ کے بھائی مرنیوالے کے جنٹلمین تھے۔ کہنے لگے میرے بھی کپڑے نہ جانے پاک ہیں۔ یا ناپاک۔ ایک جنٹلمین اور بھی اس وقت تک ساتھ تھے۔ انہوں نے غنیمت ہے۔ کہ صریح کوئی بات نہیں بنائی۔ اور جب لوگ نماز کو کھڑے ہونے لگے تو وہ ایک طرف کو ہو گئے۔ غرضکہ مرنیوالے کے قرابتداروں میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی بھی اس کی نماز میں شریک نہ ہوا۔ خیال کرنے کی بات ہے۔ کہ اگر وہ ایک بھی ایسا نہ ہوتا اور دو چار بھلے مانس ساتھ نہ ہوتے۔ تو کیا مسلمان کا بچہ مسلمان کی طرح سے دفن ہوتا۔ نہیں اور ہرگز نہیں +

دوسرا واقعہ

ایک عالی مرتبہ جنٹلمین کا ذکر ہے۔ کہ عید رمضان کا چاند نظر آیا خانساماں نے رات کے کھانے کے وقت عرض کیا۔ کہ حضور کل کی چھٹی مرحمت ہو۔ فرمایا۔ کیوں؟ کیا بات ہے؟ اس نے عرض کیا۔ کل عید ہے نا حضور۔ یہ سنکر آپ فرماتے کیا ہیں۔ اچھا کل تم لوگوں کی عید ہے۔ تم لوگوں کی عید ہے۔ سبحان اللہ کیا خوب فرمایا۔ آپ تو صاحب بہادر ٹھہرے۔ مسلمان ہوتے تو مسلمانوں کی عید میں شامل ہوتے۔ اور جانتے کہ کل عید ہوگی۔ لیکن جس گھر میں رمضان کا مہینہ نہ آیا ہو اور جس نے تیس روزوں میں سے ایک بھی نہ رکھا ہو۔ اور جو روزہ رکھنا بھوکوں اور احمقوں کا فعل جانتا ہو۔ وہ واقعی کیا جانے۔ کہ عید کب ہوگی۔ اور اس کو عید سے نسبت ہی کیا ہو سکتی ہے +

تیسرا واقعہ

ایک ایسے ہی لوگرفتار جنٹلمین کا قصہ مجھ سے ایک ثقہ دوست نے یوں بیان کیا۔ کہ جب وہ پڑھ پڑھا کر فارغ ہوئے۔ اور وکیل بن گئے۔ تو ایک کوٹھی لیکر شہر کے باہر رہنے لگے۔ ان کے والد کے ایک دوست تھے۔ جو ان سے محبت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ شہر میں ہیضہ پھیلا ہوا تھا۔ ان کے جی میں آئی۔ کہ چلو بھتیجے کو دیکھ آئیں۔ کوٹھی پر پہنچکر اطلاع کرائی۔ اور کمرۂ ملاقات میں بٹھا دئے گئے۔ بیٹھے ہی تھے۔ کہ برابر کے کمرہ سے کسی کی ابکائیاں لینے اور عوعو کرنے کی آوازیں آنے لگیں یہ آوازیں سنکر ان کا ماتھا ٹھنکا۔ اور جب آواز صاحبزادے کی معلوم ہوئی تو بہت گھبرائے۔ اور چاہا۔ کہ دوڑ کر کمرے میں گھس جائیں۔ اور دیکھیں تھوڑی دیر میں وہ حضرت کمرے سے برآمد ہوئے۔ یہ تو بیقرار بیٹھے تھے کہنے لگے بھیا طبیعت کیسی ہے چہرہ کیوں تمتمایا ہوا ہے۔ عرض کیا جناب بالکل اچھا ہوں۔ ان سے نہ رہا گیا اور کہنے لگے۔ پھر یہ ابکائیاں کون لے رہا تھا۔ اور قے کون کر رہا تھا۔ آواز تو تمہاری ہی تھی یہ مسکرا کر بولے جناب ابکائیاں تو میں ہی لے رہا تھا اور قے بھی مجھی کو ہوئی تھی۔ مگر طبیعت بالکل اچھی ہے۔ حضرت آپ پریشان نہ ہوں۔ میں انگریزی کھاتا

کیا احمدی غیر احمدیوں میں جذب ہوجائینگے

حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات کے بعد بہت سے مضامین شائع ہوئے تھے۔ ازانجملہ ایک مضمون خواجہ غلام الثقلین نے بھی لکھا تھا جس میں آپکی یہ پیشگوئی تھی۔ کہ عنقریب احمدی غیر احمدیوں میں جذب ہوجائیں گے۔ اور اپنی ہستی علیحدہ قائم نہ رکھ سکیں گے واقعات نے یہ بات غلط ثابت کردی ہے۔ مگر خواجہ موصوف اپنے مضمون مندرجہ ہمدرد ۲ فروری میں لکھتے ہیں۔ کہ اب وہ وقت آگیا ہے اکمل نے اسوقت بدر ۲۸ جون ۱۹۰۸ء میں ایک مضمون لکھا تھا جس میں احمدی جماعت کے خیالات کو پیش کردیا تھا۔ اور جو حضرت خلیفۃ المسیح کی اصلاح و اجازت سے چھاپا گیا تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہی مضمون پھر چھاپ کر اس عہد کی تجدید کردیجائے اور خواجہ صاحب کو یاد دلایا جائے کہ ہم وہی ہیں۔ کچھ اور نہیں ہوگئے"۔

مختلف اخباروں میں مختلف مذاق و علم و فضل و خیالات کے اصحاب احمدیوں کے بارے میں کچھ لکھ رہے ہیں۔ اسپر جو میرے قلب کی کیفیت ہے میں اسکا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔ کوئی ہمیں مشورہ دیتا ہے کہ ہمارے ساتھ مل جاؤ کوئی یہ کہتا ہے کہ اب مرزا کے دعاوی ان کے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو جائیں گے یہ سچ ہے۔ المؤیتیس علی نفسہ۔ میں کہتا ہوں کہاں لوگو تمکو کیا ہوگیا۔ یہ بالکل بھول گئے۔ کہ قوت ایمانیہ اور جوش و اخلاص و ثبات ہو مثلہ کس چیز کا نام ہے۔ اتر دکن کے رہنے والے پورب پچھم کے رہنے والے سن رکھیں اور کان کھول کر سن لیں۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ احمدیوں کا قدم ہاں خدا کی پاک جماعت کا قدم اس مینار بلند پر مستحکم پڑ گیا ہے۔ جہاں تمہاری دعوتوں کے تیر نہیں پہنچ سکتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ تم کیوں خواہ مخواہ اوپر خاک پھینک کے اپنے منہ پر ڈالتے ہو۔ اگر عرب سے ایک آواز نکلی تھی۔ کہ آج شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا۔ کہ جزیرہ عرب میں اس کی فرمانبرداری کیجائے۔ تو یہاں سے بھی یہی آواز نکل رہی ہے۔ آج دنیا کے تمام مذاہب اس بات سے مایوس ہوجاویں کہ احمدی ان میں پھر داخل ہونگے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ کیا وہ جو مصفا چشمہ کا پانی پی چکے ہیں۔ تم انہیں پھر گندے اس پر لیجانا چاہتے ہو۔ جہاں سے پانی پینا تو درکنار کھڑے ہونا بھی مشکل ہے۔ کیا وہ جو جنات النعیم میں رہتے ہیں۔ تم انہیں اس جنگل میں لیجانا چاہتے ہو۔ جہاں اوہام باطلہ و عقائد فاسدہ کی جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں۔ دیکھو! تم خوب کان کھول کر سن لو کہ احمدی انشاء اللہ تعالیٰ جاذب ہیں۔ اور راکب ہیں۔ وہ ایک دنیا کو اپنی مقناطیسی قوت قدسیہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچیں گے۔ یہ خود تمہاری طرف کھیچے نہ جائیں گے۔ وہ انسان پرست نہیں بلکہ خدا پرست ہیں۔ کسی انسان کی موت ان کو طریق حق سے ڈگمگا نہیں سکتی۔

سنو! ہر ایک احمدی اس عقیدہ پر قائم ہے۔ کہ مبارک و مطہر و مقدس وجود جسے لوگ مرزا قادیانی کہتے تھے۔ خدا کا برگزیدہ نبی ہے وہ واقعی بروز مصطفےٰ ہے وہ حبیب کبریا ہے۔ وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے۔ ہاں وہی ہے جسے خدا نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بمنزلہ عرش فرمایا۔ اور جسے کہا۔ کہ تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ اور میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے۔ وہ آسمان نبوت کا شمس یہی ہے۔ اور قمر بھی اس کا بھید خدا کا بھید ہے۔ وہ خدا کی مجسم قدرۃ ہو کر ظاہر ہوا۔ اور اس نے وہ کام کیا۔ کہ اگر تمام جہان بھی ملکر کرتا تو نہ کرسکتا۔ اس کے لئے میرے مولا کریم نے بیشمار نشان تبلائے۔ یہ کیوں تا دنیا جان لے۔ کہ **خدا ہے**۔ اور وہ لا محدود قدرتوں والا خدا ہے۔ پس ہم اس زندہ خدا حیّ و قیوم خدا قادر و توانا خدا کے پرستار ہیں۔ اور اس کے احکام کے تابعدار۔ جسطرح تیرہ سو برس سے اس پیشتر احمدؐ ہم سے جدا ہوا۔ اسیطرح غلام احمد ہم سے جدا ہوچکا پر ہمارا خدا ہم سے جدا نہیں ہوا۔ وہ ہماری تائید میں ہے۔ ہماری نصرت میں ہے۔ کیونکہ ہمارا ذرہ ذرہ اسکی تائید و نصرۃ میں ہے۔ یہ مت کہو۔ کہ مرزا وفات پاگیا۔ تو اس کے خیالات بھی مرچکے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اچھی طرح سے سن لو۔ کہ آگے اگر ایک مرزا تھا تو اب اسی مرزا کی بجائے چار لاکھ انسان اس کی روح و قوت میں باطل کا سر کچلنے کیلئے موجود ہے۔ پہلے وہ خاموش تھے کہ ہمارا امام موجود ہے۔ وہی سب کام کررہا ہے مگر اب انکو محسوس ہوچکا۔ کہ ہر ایک کا جوا اس کی گردن پر ہے پس اے مخالفو! اب ایک کی بجائے چار لاکھ سے تمہارا مقابلہ ہے اس روحانی جنگ میں فتح اسی کو ہوگی۔ جو صداقت کے ہتھیاروں سے مسلح ہے اس بات کا وہم تک بھی اپنے دلوں میں نہ لاؤ۔ کہ احمدی تم میں پھر شامل ہو جائیں گے۔ یا وہ اپنے عقائد اور خیالات میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا کر لیں گے۔ یا تمہارے ساتھ پھر نمازیں پڑھنے لگجائیں گے۔ وہ خالص دودھ کی مانند ہیں۔ اور خوب جانتے ہیں۔ کہ پھٹے ہوئے دودھ کے ساتھ ملنے سے خالص دودھ بھی پھٹ جاتا ہے۔ وہ الگ رہنا چاہتے ہیں۔ ان کا امام تم کو پیام صلح دے چکا ہے۔ مگر اس کے لئے ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ تم اپنی مخالفت کے ہتھیار ان کے افسر کے حضور میں ڈالدو۔ اور اسی حصار عافیت میں آبیٹھو۔ جو دنیا و مافیہا کے مکروہات سے ہر طرح محفوظ و مصئون ہے دیکھو۔ میں پھر کہتا ہوں۔ اور ڈنکے کی چوٹ سے کہتا ہوں۔ کہ اگر تم کسی احمدی کے پرخچے بھی اڑادو اور اس کی بوٹی بوٹی کرکے ذرہ ذرہ بنادو۔ تو ہر ذرے سے یہ آواز آئے گی۔ کہ عیسےٰ مرگیا۔ اور غلام احمدؐ وہی مسیح و مہدی ہے۔ جس کی بشارت افضل الرسل خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے دی۔ عبدالحکیم کی پیشگوئی کے بت پر خدا کی طرف سے کذب کا سیاہ پوڈر پھر گیا۔ لیکن اگر وہ مہینہ اور دن اور وقت بھی بتا دیتا۔ اور پھر بھی ایسا ہوتا تو احمدیوں کے ایمان متزلزل نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ استراق السمع کے قائل ہیں۔ اور عبدالحکیم خود مانتا ہے۔

یاتیہ صادق وکاذب

اس کی کوئی تعلیم نہیں۔ اس کا استقلال اس سے کہ اردو و انگریزی تفسیر میں ربنہ مرزا کو مسیح و مہدی مانتا ہے ظاہر ہے اس کی تفسیر کا بڑا حصہ نور الدین کی فصل الخطاب وغیرہ سے لیا گیا۔ بھلا وہ جو ہزاروں نشان کسی کے صدق کے دیکھ چکے ہیں۔ کسی ایک "دخ" کہنے والے کے بروز کی باتوں کا اثر قبول نہیں کرسکتے ہیں۔ ہرگز نہیں شاء اللہ لاکھوں مرتبے جاری کرے۔ پر جنھوں نے میرے محبوب کا مرقع دیکھا ہے۔ وہ اس پر تھوکنا بھی گوارا نہ کریں گے۔

اے اندھی دنیا۔ تونے وہ کچھ نہیں دیکھا۔ جو کچھ ہمنے دیکھا۔ ورنہ تو ان فریب وہ جھوٹ کی مورتوں پر فریفتہ نہ ہوتی۔ ہمنے جس چشمے سے پانی پیا ہے۔ اگر تمہیں اس سے ایک گھونٹ بھی مل جاتا۔ تو تم سو آب حیات اس پر قربان کردیتے۔ وہ پیارا پیارا نورانی چہرہ جو ہم نے دیکھا ہے اگر تم پر اس کی ایک جھلک بھی پڑ جاتی۔ تو صد قصہ ہائے طور بھول جاتے۔ جس باغ کی ہم نے سیر کی۔ اگر تم اس کا ایک کانٹا بھی دیکھ لیتے۔ تو پھر ہزار گلزار تمہاری نظر میں نہ جچتے جو لذیذ غذا ہمنے کھائی۔ اگر اس کا ایک لقمہ کیا ایک ذرہ بھی چکھ لیتے۔ تو دنیا کی کوئی لذت تمہیں فریفتہ نہ کرسکتی ہاں میں سرکررا اعلان کرتا ہوں۔ کہ ہم موسےٰ کے وہ مرید نہیں جنہوں نے کہا۔ کہ

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون

اور نہ ہم نامرد کون پکانے والے ہیں۔ ہم یسوع کے حواری نہیں۔ جو اپنے آقا کو مصیبت میں گرفتار دیکھ کر لعنت کرتے ہوئے کھسک گئے۔ ہم وہ نہیں جو امر خلافت پر اختلاف کرنیوالے ہیں۔ بلکہ ہم احمدی ہیں۔ کون احمدی؟ وہ ہی جو اپنے محبوب و مطلوب کی محبت میں انشاء اللہ تعالیٰ مٹ کر اس کی خاک راہ کا ذرہ بن چکے ہیں۔ ہاں ہم وہی ہیں۔ جو ایک دن اسی پرظلمت دنیا پر آسمان صداقت کا آفتاب ہوکر چمکیں گے۔ اور دنیا کی کل قومیں ہمارے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد وما توفیقنا الا باللہ العظیم الکریم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

(جو مولانا سرور شاہ صاحب نے پڑھا)

الحمد للہ رب العالمین الخ

اسلام کی یہ ایک خاص خصوصیت ہے۔ کہ اس نے جن اہم ترین مضامین کو اپنا نصب العین قرار دیا ہوا ہے۔ ان کی طرف طبائع کو ہر ایک وقت میں متوجہ کرنے کے لئے سب عبادات اور وظائف میں نہایت احسن طور پر مدنظر رکھا ہے۔ یہانتک کہ اسلام کا ادنےٰ اور مختصر ترین وظیفہ اور چھوٹے سے چھوٹا فعل بھی دیکھا جائے۔ تو وہ بڑی خوبی کے ساتھ اس نصب العین کو اس کے پڑھنے اور کرنے والے کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ مثلاً سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اسلام کا ایک مختصر سا وظیفہ ہے۔ اور اسلام کا ایک بڑا اہم ترین نصب العین یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کا جلال اور اس کی بڑائی اور اسکی قدرت کی عظمت کا مطالعہ انسان کی طبیعت پر اسقدر غالب آجائے۔ کہ لسانی اور خیالی حد سے عیاں اور مشاہدہ کی حد تک جا پہنچے۔ بلکہ انسانی روح کی ایک حالت بن جائے۔ اور بالمقابل اپنا عجز و احتیاج بلکہ سب ماسوا اللہ کا من کل الوجوہ اسی کی طرف محتاج ہونا بھی لسانی اور خیالی اور اعتقادی حد سے گذر کر اس کی ایک حالت بن جائے۔ کیونکہ یہی ایک چیز ہے۔ جو کہ سب بدیوں اور گندوں کے جلانے کے لئے واحد آتشین بھٹی ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کی طرف جھکنے اور دعاؤں میں اور انسانی روح کے اس کے آگے پانی کی طرح بہنے اور سونے چاندی کی طرح پگھلنے اور مایوسی کے دوزخ سے بچے رہنے اور دہشت توڑنے والے مشکلات میں استقلال کے قدم کے جائے رکھنے کے لئے عظیم الشان ذریعہ ہے۔ اور اس کے سواء انسانی روح کا تزکیہ ہو سکتا ہی نہیں جو کہ تحصیل کمالات کی شرط اولین ہے۔ پس آپ دیکھیں کہ اس نصب العین کو اس چھوٹے سے وظیفہ میں کس خوبی سے پیش کیا ہے۔ خداوند تعالیٰ کے صفات ایک سلبیہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہا جائے۔ کہ وہ عاجز نہیں وہ محتاج نہیں وہ بے علم نہیں وہ فانی نہیں۔ اور دوسری ثبوتیہ ہوتی ہیں۔ جیسا کہا جاتا ہے۔ کہ وہ قادر ہے۔ علیم ہے حکیم ہے۔ رحمٰن ہے رحیم ہے۔ سو پہلے صفات کے ثابت کرنیکو تسبیح کہتے ہیں۔ اور دوسرے صفات کے ثابت کرنے کو تحمید اور حمد کہتے ہیں۔ اور لفظ اللہ اجمالاً دونوں پر مشتمل ہے۔

کیونکہ اس کے معنی ہی یہ ہیں۔ کہ وہ ذات جو کہ سب نقائص یعنی سلبیات سے پاک اور سب صفات کمال یعنی صفات ثبوتیہ کے ساتھ متصف ہے۔ تو سبحان اللہ کہہ کر یہ ظاہر کیا۔ کہ وہ سب نقائص سے پاک ہے۔ اور الحمد للہ کہہ کر یہ بتایا۔ کہ وہ سب صفات کمال کا جامع ہے۔ تو جب یہ مطالعہ انسانی طبیعت پر غالب آجائے۔ تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ اقرار کرے۔ کہ جو اللہ سب نقائص سے پاک اور سب صفات کا جامع ہے۔ وہی اور اکیلا وہی اس قابل ہے کہ اس کی عبودیت اختیار کی جائے۔ اسی کی غایت درجہ کی تعظیم کی جائے۔ اور اسی ایک کے حکم کو واجب الاتباع قرار دیا جائے۔ اور جب یہ مطالعہ طبیعت پر مستولی ہو جائے۔ تو پھر اس کے ساتھ لازم ہے۔ کہ وہ اقرار کرے۔ کہ پھر اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور اس کی کبریائی کے آگے سب ہیچ ہیں۔

اور جب انسانی طبیعت ان سب مطالعوں سے ایسی متاثر ہو جائے۔ جیسا کہ لوہا آگ سے ہو جاتا ہے تو پھر اس پر اپنے اور دیگر اشیاء ماسوا اللہ کا عجز اور احتیاج الی اللہ ایسے رنگ میں ظاہر ہونگے۔ کہ وہ پکار اٹھتی ہے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کسی نقص اور کسی بدی اور ناکامی سے بچاؤ۔ اور کسی خوبی اور کمال کے حاصل کرنے کی طاقت بجز اللہ تعالیٰ کی اعانت اور مدد کے ہو سکتی ہی نہیں۔ جو کہ بڑے علو شان اور عظمت والا ہے۔

اسی طرح دیکھئے۔ افعال میں چلنا پھرنا بہت معمولی کام ہے۔ آنحضرتؐ کی عادت تھی۔ کہ جب بلندی پر جاتے۔ تو اللہ اکبر فرماتے۔ اور اس میں یہی بات پیش تھی۔ کہ اگرچہ بلندی بڑی چیز ہے۔ پر اللہ تعالیٰ ہر ایک بڑے سے بڑا ہے۔ اور اس کی بڑائی کے آگے سب چیزیں ہیچ ہیں۔ اسی طرح جب پستی پر اترتے تو فرماتے۔ کہ سبحان اللہ۔۔۔۔ یعنی پستی ایک نقص ہے پر ہمارا اللہ سب نقائص سے پاک ہے۔

اسی طرح فاتحہ شریف کے ہر ایک لفظ میں بھی اس نصب العین کو بڑی خوبی کے ساتھ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ میں اس وقت سب کی تفسیر تو نہیں کر سکتا۔ البتہ تمثیل کے طور پر ایک دو لفظوں کے متعلق سناتا ہوں۔ دیکھو! بعض آثار میں آیا ہے۔ کہ انسان جب اللہ اکبر کہتا ہے۔ اور دل میں خدا کی بڑائی کا خیال نہیں ہوتا یا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین۔ کہتا ہے۔ اور توجہ خدا کی طرف نہیں ہوتی۔ تو خدا کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔ پس الحمد للہ کہنا بھی اسی کا سچ ہو سکتا ہے۔ جس کو سچے طور پر رضا بالقضا حاصل ہو۔ ورنہ اگر اس کے دل میں طرح طرح کے شکوے ہوں۔ اور وہ ناکامیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو۔ اور ایک قسم کے دوزخ میں پڑا ہوا ہو۔ تو اس کا سچی ارادت کے ساتھ الحمد للہ کہنا کسطرح ممکن ہو سکتا ہے۔ پس اس میں تعلیم دی ہے کہ مومن جو کہ رات دن میں کئی بار الحمد للہ کہتا ہے۔ اس کو ضرور رضا بالقضاء حاصل کرنی چاہیئے۔ اسی طرح جب وہ رب العالمین کہتا ہے تو پھر کسطرح ہو سکتا ہے۔ کہ جن چیزوں کی اس کا مالک اور محسن آقا اور معبود پرورش کرتا ہو۔ یہ ان کو تباہ اور برباد کرنے اور دکھ دینے پر آمادہ ہو سکے۔ کیا محسن آقا جن پودوں کو باغ میں لگاتا اور ان کی پرورش کرتا ہو۔ اس کا وفادار اور مخلص غلام کبھی ان پودوں کو اکھاڑ یا تباہ کر سکتا ہے۔ پس اس میں فاتحہ کے ورد کرنے والے کو یہ تعلیم دیگئی ہے۔ کہ خلق خدا پر رحم اور شفقت کرے۔ پھر پہلے رب العالمین الخ (یوم الدین) میں خداوند تعالےٰ کو غائب رکھا ہے۔ اور ایاک نعبد و ایاک نستعین میں مخاطب کر کے یہ بتایا ہے۔ کہ ان چار صفتوں کے ساتھ (جو کہ ان سب صفات الٰہیہ کی منبع ہیں۔ جنکا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے۔) خداوند تعالیٰ کو پوری طرح پہچانتا ہے۔ اور یہ کیفیت اس میں راسخ ہو جاتی ہے۔ تو پھر اس کو حضور کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کو احسان یعنی سلوک اور ولایت کا مقام کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ احسان یہ ہے۔ کہ ان تعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ✤

پس ہمارے احباب کو نہ تو قاریوں کی طرح حروف کے ادا کے حجاب میں پھنسنا چاہیئے۔ اور نہ مولویوں کی طرح تراکیب نحویہ میں۔ بلکہ اہل اللہ کے طور اس کو مدنظر رکھنے کی عادت ڈالیں۔ جو کہ اسلام کا اصل نصب العین ہے ✤

✤

تشحیذ فروری

تشحیذ کے ماہ نمبر میں ایک مضمون سنی و شیعہ کے اتحاد پر شائع ہوا ہے جو قابل دید ہے۔ اس میں فریقین کے معتقدات کو ان کی معتبر کتب سے دکھا کر بتایا گیا ہے کہ اب اس کے خلاف ملدر آمر ہے۔ تین آنے کے ٹکٹ بھیجکر غیر خریداران تشحیذ اسے منگوا سکتے ہیں۔

ادعیۃ القرآن

قرآن مجید کی تمام دعائیں۔ اردو نثر و نظم ترجمے کے ساتھ شائع کی گئی ہیں۔ آخر رسالہ میں ایک مضمون حضرت مسیح موعود کے قلم سے مسئلہ دعا پر ہے۔ یہ مجموعہ نادر و مفید ہے۔ قیمت ۲/

ادعیۃ الاحادیث۔ جس کی قیمت ایک آنہ ہے۔ اس میں تمام احادیث کی دعائیں اور ان کا ترجمہ ہے +

القاہر ربانی

مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی اور آیت لو تقول علینا۔ جو حضرت اقدس کی صداقت کے ثبوت ہماری طرف سے ہیں۔ پیش کی جاتی ہیں۔ ان دونوں پر ابو احمد رحمانی نے اعتراض کئے ہیں۔ ان کا دندان شکن جواب اس کتاب میں ہے ۱۶۴ صفحے حجم ۲۰x۲۶ کاغذ عمدہ قیمت ۶/

مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعود

حضرت اقدس پر جس قدر وحی نازل ہوئے۔ اور جتنے رویا و کشوف آپ نے دیکھے وہ سب باترتیب بقید تاریخ و شان نزول۔ تین حصوں میں جمع کئے گئے ہیں۔ البشریٰ حصہ اول ۴/ ۔ مکاشفات ۴/ ۔ البشریٰ حصہ دوم ۱۲/۔ کل مجموعہ کی قیمت بھی ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ کون احمدی ہے۔ جس کا دل اپنے امام کے الہام دیکھنے اور پڑھنے یا سننے کو نہ چاہتا ہوگا۔ موقعہ ہے۔ جلد منگوا لیجئے + (یہ چاروں کتابیں دفتر تشحیذ الاذہان قادیان سے ملینگی)

چمکار محمدی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی منظوم سوانح عمری پنجابی زبان میں منشی جھنڈے خان صاحب مدرس سیہالی ضلع گورداسپور نے لکھی ہے۔ احمدی جماعت کے ممبروں کو چاہیئے کہ اسکی ایک ایک جلد منگوا لیں۔ اسمیں احمدی عقائد کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ حجم ۱۵۰ صفحہ۔ قیمت ۸/ (مینیجر الٰہ بخش سٹیم پریس قادیان سے ملسکتی ہے) +

مینیجر کے ضروری نوٹس

(سب خریداران الفضل ضرور پڑھ لیں)

۱۔ جن خریداران الفضل کی قیمت ماہ مارچ میں ختم ہوتی ہے وہ سب صاحبان نوٹ کر لیں۔ کہ ان کے نام اگلے ہفتے کا پرچہ وی پی ہوگا۔ اگر کوئی صاحب وی پی لینے کیلئے تیار نہ ہوں۔ تو پہلے اطلاع دیدیں۔ فقط ورنہ پہلی قیمت ختم ہونے کی تاریخ پر پرچہ بند ہو جائیگا۔

۲۔ اس سے پہلے ہمارا دستور تھا۔ کہ درخواست آنے کے تاریخ پر وی پی بھیجا جاتا اور ساتھ ہی پرچہ جاری ہوتا لیکن چونکہ بعض خریدار وی پی واپس کر دیتے ہیں اور اسطرح پر تین چار ہفتہ کا پرچہ مفت ان کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے آئندہ سے یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ وی پی تو درخواست آنے پر بھیجدیا جاتا ہے مگر وی پی کو وصول ہونے تک پرچہ نہیں بھیجا جاتا۔ قیمت وصول ہونے پر پچھلے پرچے اکھٹے بھیجدیئے جاتے ہیں۔ کچھ شک نہیں۔ کہ اسطرح پر اکثر شایقین کو تکلیف ہوگی۔ مگر وی پی واپس کرنیوالوں نے یہ قاعدہ بنایا۔ جو صاحب یہ طریق پسند نہ کرتے ہوں۔ وہ مہربانی فرماکر درخواست کے ساتھ ہی منی آرڈر بھیجدیا کریں۔ اسطرح پرچہ فوراً جاری ہوجائیگا۔ ۳۔ اکثر احباب کے پتے غلط ہیں اسلئے سب صاحبان اپنے اپنے پتے کی چٹ پڑھکر غلطی سے اطلاع دیں۔ تاکہ چٹیں صحیح کر لیجائیں۔ ۴۔ خط و کتابت کے وقت خریداری کا نمبر ضرور لکھنا چاہیئے۔ ۵۔ نمبر آپکی خریداری کا ہے نہیں وہ ڈاکخانہ کا نمبر ہے۔ ۵۔ پرچہ منگل اور بعض اوقات بدھ کو روانہ ہو جاتا ہے۔ وقت پر نہ پہنچے تو اسی ہفتہ [illegible]

فہرست کتب

نام کتاب	زبان	قیمت
سرمۂ چشم آریہ۔ آریوں کے رد میں	اردو	۱۲/
آئینہ کمالات اسلام کو تبلیغ حقیقت اسلام و تبلیغ رسالت حقہ	اردو عربی مترجم فارسی	۱۰/
انوار الاسلام۔ عبد اللہ آتھم کی پیشگوئی پوری ہونے کی تفصیل و رد عیسائیت	اردو	۴/
ایام الصلح۔ دعوے معہ دلائل و پیشگوئی طاعون	فارسی	۸/
مراد حلیہ دعا۔ مٹر فوال کی فتح کے لئے دعا اور حضرت اقدس کا لیکچر	اردو	۲/
استفتار لیکھرام کا قتل پیشگوئی سے ہوا	〃	۱/
محمود کی آمین۔ نظم	اردو	۱/
کرامات الصادقین۔ تفسیر سورہ فاتحہ	عربی	۸/
نور الحق حصہ اول دوم ۸/ ۹/ رد عیسائیت	اردو	۱۴/
درثمین حصہ اول اشعار حضرت	〃	۱/
حقیقۃ المہدی آیا مہدی سلمکار ہے یا خفی	〃	۱/
فتح اسلام بیان عوخودو ذکر ہر شاخ	〃	۲/
قادیان کے آریہ اور ہم۔ رد آریہ	〃	۳/

نام کتاب	زبان	قیمت
ازالہ اوہام حصہ اول دوم ۱۲/ ۴/ جواب معترضین وفات مسیح و حقیقت دجال و یاجوج ماجوج و تفسیر چند آیات	اردو	۱۰/
حقیقۃ الوحی ۲۰۸ نشانات نصرت جدید الوحی و تو وجود ہیں		
اسرار الہام اور وحی کی تشریح۔	۱۸/	۱۸/
حجۃ اللہ۔ رد شیعہ وغیرہ	اردو	۶/
ضیاء الحق رد عیسائیت و جواب بعض اعتراضات متعلق پیشگوئی عبد اللہ آتھم عیسائی	اردو	۲/
سر الخلافہ رد شیعہ	عربی	۷/
ست بچن۔ ۸/ آریہ دھرم ۴/	اردو	۵/
اعجاز احمدی مباحثہ موضع مد کا ذکر اور امرتسری فاضل مولوی ثناء اللہ کو تحدی	〃	۳/
کشتی نوح طاعون سے بچنے کا طریق اور احمدی تعلیم کی تفصیل۔	〃	۲/
خطبہ الہامیہ قربانی کی اصل حقیقت و ثبوت دعوی خود تفسیر چند آیات	فارسی و اردو	۱۰/
تحفہ غزنویہ جواب اشتہار مولوی عبد الحق غزنوی	〃	۳/
تریاق القلوب چند پیشگوئیوں کے پورا ہونیکی تفصیل	〃	۱۲/

نام کتاب	زبان	قیمت
براہین احمدیہ حصہ پنجم	اردو	۱۲/
نجم الہدیٰ	تین زبان	۸/
کلام محمود صاحبزادہ صاحب کی نظموں کا مجموعہ	اردو	۴/
خلافت احمدیہ و اظہار حقیقت۔	اردو	۱/

سرمہ مبروکی۔ جو کہ صاحب حمد اعظم کی دکان سے لائے ہیں۔ علاوہ مفید اجزاء کے آب زمزم میں تیار کیا گیا ہے۔ دھند جالا۔ سرخی وغیرہ امراض چشم کیلئے مفید قیمت ۸/ فی تولہ۔ ملنے کا پتہ۔ دفتر اخبار الفضل قادیان۔

ایک غلطی کا ازالہ۔ انجمن انصار اللہ نے حضرت اقدس علیہ السلام کا ایک اشتہار جو ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو اپنے دعویٰ نبوت کے بارے میں شائع فرمایا تھا۔ دوبارہ طبع کرایا ہے اور صرف نصف آنہ کا ٹکٹ آنے پر ہر ایک صاحب کو مفت ملسکتا ہے +

ضرورت نکاح ایک احمدی نوجوان قوم گگے زئی کیلئے بعمر ۲۵ سال ملازم اصل تنخواہ ۲۵ روپیہ الاؤنس ۱۰ روپیہ اور والد گارڈس کا ممبر ہے ایک خواندہ لڑکی کی ضرورت ہے +

چوہدری غلام رسول صاحب اور انکے فرزند ارجمند کیلئے احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انکو دین و دنیا میں مظفر و منصور کرے +

ماسٹر عبد الرحمن صاحب نے جموں کالج میں پیر ہونا ہے احباب انکی کامیابی کے [illegible]